منہزم ہوا اور غزنین سلطان قطب الدین ایبک کے تصرف میں آیا اور چند عرصے کے بعد جیسا کہ مذکور ہوا پھر سلطنت نے تاج الدین یلدوز کیطرف عود کیا اور ایک بار سلطان محمود کی کمک کے واسطے ہرات پر لشکر بھیجا اور ملک ہرات پر اعزالدین حسین خرمیل غالب ہوا اور ایک مرتبہ سیستان کیطرف لشکر لیگیا اور سیستان کو بھی محاصرہ کرکے سیستانکے بادشاہ سے صلح کی اور معاودت کیوقت اثنائے راہ میں ملک نصیرالدین حسین میر شکار نے مخالفت کرکے محاربہ کیا اور شکست کھائی اور چند مدت کے بعد جب غزنین خوارزم شاہ کے تصرف میں آیا اور تاج الدین یلدوز کرمان اور شنوران میں داخل ہوا اور اس ملک پر قناعت نکرکے تمامی ہندوستان لینے کی عزیمت کی اور فوج کشی کرکے سلطان شمس الدین التمش سے حدود تراوری میں مصاف کیا اور گرفتار ہوا اور قید میں مرگیا اسکی حکومت کی مدت نو برس ہے ناصرالدین قباچہ کا احوال مقالہ حکام سندھ میں تحریر ہوا اختیار الدین محمد خلجی کے واقعات مقالہ سلاطین بنگالہ میں مفصل مسطور ہونگے۔ **ذکر بہاء الدین طغرل کا**۔ یہ بھی بندگان کبار اور امرائے نامدار سلطان معزالدین محمد سام تھا اور صفات حمیدہ و اخلاق پسندیدہ سے وہ بھی ممتاز تھا کہتے ہیں جب سلطان معزالدین محمد بن سام نے قلعہ تھنگر کو فتح کیا اور بہاء الدین طغرل کے تفویض فرماکر قلعہ گوالیار کیطرف متوجہ ہوا اور دیکھا کہ فتح اسکی بجز دقت مشکل ہے پھر اپنے دلمیں اتفاق کیا کہ اول ایک مدت اس قلعہ کو محاصرہ کرکے اہالی حصار پر کام تنگ کرے اور فتح کرے راجہ گوالیار نے سلطانکے اندیشہ پر آگاہی پائی ملازمت میں حاضر ہوا اور پیشکش گذرانکر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھا لیکن طغرل نے سلطانکے غزنین کی روانگی کے بعد ولایت بیانہ میں ایک قلعہ بناکرکے وہاں سکونت اختیار کی اور ہمیشہ گوالیار کیطرف سوار ہوکر اس نواح میں تاخت کرتا تھا اور سبب تاخت کا یہ تھا کہ سلطان نے گوالیار سے مراجعت کیوقت ملک بہاء الدین طغرل سے فرمایا تھا کہ جب یہ قلعہ مفتوح ہوگا اسکی حکومت تجھے مقرر ہوگی اور جو اُن سواریوں اور تاخت و تاراج سے کوئی نتیجہ اور فائدہ حاصل نہوا لاعلاج ہوکر گوالیار سے دو فرسنگ پر ایک قلعہ محکم بنا فرمایا اور اپنی جمعیت سے ہمیشہ وہاں اقامت کرکے تاخت اور محصورونکے عاجز کرنے میں کوشش کرتا تھا یہانتک کہ مدت ایک سال منقضی ہوئی اہل قلعہ عاجز ہوئے پھر ایلچی مع تحف و ہدایا سلطان قطب الدین ایبک کے پاس بھیجکر قلعہ اُسکے تفویض کیا پس یہ امر درمیان سلطان قطب الدین ایبک اور ملک بہاء الدین طغرل کے باعث عداوت ہوا قریب تھا کہ طرفین سے فوج کشی ظہور میں آئے اور آتش جدال و قتال مشتعل ہو اتنے میں ہادم اللذات یعنی ملک الموت دوا سے ملک بہاء الدین طغرل کے سر پر تاخت لایا بے تحریک سیف و سنان ایسے معاملہ عظیم نے تصفیہ پایا قلعہ سالکوٹ ملک بہاء الدین طغرل کے آثار اور علامات سے ہے۔ **ذکر آرام شاہ بن قطب الدین ایبک**۔ ارباب خبرت اور اصحاب فطنت نے گوہر سخن کو یوں سلک بیان میں کھینچا ہے کہ آرام شاہ نے سلطان قطب الدین ایبک کے واقعہ ناگزیر (موت) کے بعد امرائے دہلی کے اتفاق سے تخت سلطنت پر قدم رکھا لیکن عدم قابلیت کے سبب سے کہ ابھی ایک سال نہ گذرا تھا کہ ناصرالدین قباچہ نے سندھ کیطرف جاکر ملتان اور اوچہ و بھکر و سیوستان پر متصرف ہوا تھا اور حکام خلج نے بنگالہ میں دم استقلال مارا اور بعض راجاؤں نے بھی سرحد دہلی میں فتنہ و فساد کی آگ روشن کی اسواسطے امیر علی اسمٰعیل و امیر داؤد دیلمی اور ایک جماعت امرا اپنے اتفاق سے شرمندہ ہوئی اور ایلچی پاس ملک شمس الدین التمش کے جو بندہ اور داماد اور متبنٰے سلطان قطب الدین ایبک اور بداؤن کا حاکم تھا بھیجکر سلطنت کے اجلاس کی استدعا کی وہ اپنی جمعیت کو لیکر دہلی میں آکر قابض و متصرف ہوا آرام شاہ نے جب امیر علی اسمٰعیل اور ملک شمس الدین التمش کی توجہ سے آگاہی پائی شہر سے نکل گیا اور دہلی کے اطراف میں جاکر اپنے باپ کے امرا اور سپاہ کو طلب کیا اور انکی تسلی کرکے جمعیت خوب سے دہلی آیا ملک شمس الدین التمش دہلی کے صحرائے ظاہر پر صف آرا ہوا اور حرب میں مشغول ہوکر آرام شاہ کو منہزم کیا پھر استقلال تمام سے ہندوستان کا بادشاہ ہوا

لیکن آرام شاہ کی مدت سلطنت ایک سال بھی نہ پہونچی تھی۔

ذکر خان سکندر نشان سلطان شمس الدین التمش انار اللہ برہانہ و برد مرقدہ کا

کتاب طبقات ناصری ساتھ اِسکے ناطق ہی کہ سلطان شمس الدین التمش بزرگ زادگان ترکان قراختائی سے ہی اور اسکا باپ قبیلہ البری سے ہو ساتھ ایلم خان کے شہرت رکھتا تھا اور خیل و حشم اور تیغ سے تمام عصر مین مشہور و معروف تھا اور بھائی اِسکے اور یعقوب نے بھتیجے اسکے حسن و کیاست اور خوبی فراست پر اِسکے حسد و رشک لیکے بزبان حال مضمون آیہ کریمہ قَالُوا یَا اَبَانَا مَا لَکَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰی یُوسُفَ وَاِنَّا لَہٗ لَنَاصِحُوْنَ اَرْسِلْہُ مَعَنَا غَدًا یَّرْتَعْ وَیَلْعَبْ گوش پدر مین پہونچایا اور حضرت یوسفؑ کے مانند اسکو باسیان سیر اور جانوران شکاری کے بہانہ سے پدر کے حجرۂ عطوفت سے جدا کیا اور اسکی خُردسالی پر رحم نہ کھایا شیوۂ بیوفائی کا اختیار کرکے ایک تاجر کے ہاتھ بیچا سوداگر اُسے بخارا مین لیگیا اور صدر جہان بخاری کے ایک عزیز کے ہاتھ فروخت کیا اور چند مدت اُسکے مکان مین انواع پرورش اور اقسام تربیت پائی مین بعد حسب تقدیر حاجی بخاری نام ایک سوداگر نے اِسے خرید کیا اور اُسنے حاجی جمال الدین چست قبا کے ہاتھ بیچا اور حاجی جمال الدین اُسے غزنین مین لیگیا چونکہ ان دنون مین کوئی ترک بچہ اِس سے زیادہ حسین اور عقیل غزنین مین نہ پہونچا تھا اِسکا تذکرہ سلطان معز الدین محمد سام کی خدمت مین عرض ہوا سلطان نے اسکی قیمت مشخص کرنیکا حکم دیا ایک غلام اور ایبک نام اُسکے ہمراہ تھا چنانچہ ہر ایک کے لیے ہزار دینار رکنی قیمت تجویز کی سلطان نے فرمایا تم ایک ہزار دینار رکنی پر دونون کو خرید و مالک اُسکا راضی نہوا سلطان نے حکم دیا کہ اب کوئی شخص انھین نہ خریدے حاجی جمال الدین سال بھر غزنین مین رہا کوئی انکا خریدار نہوا دونون غلام ہمراہ لیکے بخارا گیا اور پھر غلامونکے اتفاق سے غزنین مین آیا برس روز اقامت کی لیکن خریداری اُنکی حکم سلطانی کی وجہ سے آدمیون پر دشوار تھی یہانتک کہ سلطان قطب الدین ایبک راجہ نہروالہ کی شکست کے بعد ملک نصیر الدین حسین کے پاس غزنین مین آیا اور احوال التمش کا سُنکر سلطان سے اِسکے خریدنے کی اجازت چاہی سلطان نے فرمایا کہ جو منع کیا ہی مین نے کہ کوئی انھین نہ خریدے لہذا انکی خرید و فروخت غزنین مین واجب نہین وہ یہانسے دہلی مین لیجا کر بیچے غرضکہ جس وقت سلطان قطب الدین ایبک نے غزنین سے معاودت کی نظام الدین وزیر کو بعض مہمات کیواسطے وہان چھوڑا اور حکم دیا کہ حاجی جمال الدین چست قبا کو ہمراہ لاوے جب لایا سلطان قطب الدین ایبک نے دونون ترک بچے یعنی التمش اور ایبک کو ایک لاکھ جیتل کو خریدا ایبک کا طغاج نام رکھکر بشندرہ کا امیر کیا چنانچہ وہ سلطان تاج الدین یلدوز کی جنگ مین کہ سلطان قطب الدین ایبک کے ساتھ واقع ہوئی تھی مارا گیا اور التمش کو کہ دوسرا نام رکھتا تھا ساتھ التمش کے موسوم کیا اور اپنا فرزند بنایا اور اپنے قرب سے مخصوص کرکے میر شکار کیا اور گوالیار مفتوح ہونیکے بعد حکومت وہانکی اِسے عنایت فرمائی اِسکے بعد برن اور نواح اسکا جاگیر پاکر بدایون کی حکومت پر فائز ہوا جب سلطان معز الدین محمد سام فتنہ کھکران کی تسکین کیواسطے ہند مین آیا اور سلطان معز الدین کے حسب الحکم سلطان قطب الدین ایبک بھی اپنا لشکر لیکر پنجاب گیا التمش بداؤن کی فوج سے سلطان قطب الدین ایبک کی خدمت مین حاضر ہوا اور التمش کہ شیوۂ دلاوری و مردانگی مین سرآمد روزگار تھا آتش کارزار کی اشتعال کیوقت مسلح اور مکمل ہوکر حرب پر آمادہ ہوا اور گھوڑا پانی مین ڈالکر کھکران سے لڑا اور انھین شکست دیکر بارہ ہزار مرد مقاتل اُنکی طرف کے قتل کیے سلطان معز الدین جو انمردی اور کارپردازی اسکی مشاہدہ کرکے نہایت محظوظ ہوا تشریف خسروانہ اور انعام شاہانہ سے اُسے مخلع اور ممتاز فرمایا اور سلطان قطب الدین ایبک سے اُسکی پرورش اور ترتیب کے بارہ مین سفارش کی اور خط آزادی لکھواکر اُسے بندغلامی سے آزاد کر دیا پھر التمش رفتہ رفتہ مرتبہ بمرتبہ امیر الامرائی کے درجہ کو پہونچا اور سلطان قطب الدین ایبک کی تین بیٹیان تھین ایک کو التمش کے عقد نکاح مین لایا اور دو بیٹیان ایک کی فوت کے بعد دوسری ناصر الدین قباچہ کے سلک ازدواج مین کھینچین

جب سلطان قطب الدین ایبک نے لاہور مین انتقال کیا التمش امیر علی اسمٰعیل سپہ سالار اور امیر داؤد دیلمی اور دیگر اعیان مملکت کی استدعا سے با جمعیت و لشکر بداؤن سے دہلی مین آیا اور اُسپر متصرف ہوا اور اپنا سلطان شمس الدین خطاب کیا اور سنہ چھ سو سات ہجری مین تخت سلطنت پر متمکن ہوکر اکثر ملوک و امرائے قطبی کو مرہون احسان و رعایات کرکے مطیع کیا لیکن جانداران کا سردار یعنی خاصہ خیل کہ مرد ترک تھا (بعض امراے معزی) اور قطبی سے موافقت کرکے اطراف دہلی مین جمعیت کی اور ترکون کی فوج خونخوار لیکر موقف کارزار مین آیا سلطان شمس الدین اسکے مقابل آکر جنگ مین مشغول ہوا چونکہ اسکا چراغ دولت نور تائید الٰہی سے روشنی قبول کیے ہوے تھا فوج مخالف سے افسنقر اور فرخ شاہ جو سردار نامی ترکون سے تھے مارے گئے اور نیز جانداران ترک بعضے امراء سے بھاگا اور مدت قلیل مین وہ سب علف تیغ اسلام ہوے میدان اُسکی سلطنت کا اہل فتنہ کے خس و خاشاک سے پاک ہوا بیت مبادا ہر دو مقبل نکبخت ہو کہ افگندن مقبلان ہست سخت! اس عرصہ مین قصبہ جالور کا حاکم کہ اوڈیسہ نام رکھتا تھا باغی ہوکر ادائے مال واجب مین سستی کرنے لگا شمس الدین التمش اُسطرف لشکرکش ہوا پھر اوڈیسہ کو مطیع کرکے اور پیشکش لیکر بازگشت کی اسکے بعد سلطان تاج الدین یلدوز جو غزنین کا شاہ تھا ماہی مراتب مع چھتر اُسکے پاس بھیجا شمس الدین التمش نے حاکم غزنین کی عزت کا لحاظ کرکے قبول کیا لیکن چند عرصہ کے بعد جب سلطان تاج الدین یلدوز لشکر خوارزم سے منہزم ہوکر کرمان اور طیوران گیا ملک ہندوستان کی طمع کرکے سنہ ۶۱۲ چھ سو بارہ ہجری مین ہمہ ولایت پنجاب اور تھانیسر پر متصرف ہوا اور ایلچی شمس الدین التمش کے پاس واسطے ایسے امور کے جو عزت سلطنت کو ضایع کرین روانہ کیا سلطان شمس الدین التمش طیش مین آیا اور لشکر کثیر اپنے ہمراہ لیکر فوج کش ہوا ترائن کے حدود مین فریقین سے جنگ عظیم و معرکہ شدید واقع ہوا سلطان تاج الدین یلدوز بھاگ گیا اور اکثر سردار اسیر ہوے تائید الٰہی سے فتح و نصرت سلطان شمس الدین التمش کے قرین حال ہوئی ناگاہ تاج الدین یلدوز بھی گرفتار ہوا اُسے مقید کرکے دہلی مین لایا اور بداؤن مین بھیجکر قید کیا یہانتک کہ قید خانہ مین اجل طبعی با بہرسے ہلاک ہوا اور سنہ ۶۱۴ چھ سو چودہ ہجری مین سلطان شمس الدین التمش اور ملک ناصر الدین قباچہ سے کہ یہ بھی سلطان قطب الدین ایبک کا داماد تھا اقطاع لاہور اور حوالی منصورہ آب چناب کے ساحل پر جنگ واقع ہوئی وہان بھی سلطان شمس الدین التمش فتحیاب ہوا اور سنہ ۶۱۵ چھ سو پندرہ ہجری مین سلطان ناصر الدین قباچہ سے ملوک خلج پر کہ غزنین کے اطراف مین مضافات سند پر تاخت لاتے تھے جنگ واقع ہوئی غالب آیا اور خلجی سلطان شمس الدین التمش کے پاس پناہ لائے سلطان نے ناصر الدین قباچہ پر حملہ کیا اور حرب و ضرب کے بعد اُسے بھی شکست دی جب وہ اپنی مملکت کے اطراف مین بھاگا سلطان دہلی مین آیا اور سنہ ۶۱۸ چھ سو اٹھارہ ہجری مین سلطان جلال الدین خوارزم شاہ چنگیز خان سے منہزم ہوکر لاہور مین آیا سلطان شمس الدین التمش لشکر کثیر سے مقابل گیا سلطان جلال الدین تاب مقاومت نہ لایا سند اور سیوستان کی طرف بھاگا پھر اُسکو ناصر الدین قباچہ کے ساتھ مناقشہ اور خرخشہ واقع ہوا اُسوقت وہانسے براہ کچھ اور مکران ہوکر بھاگ گیا اور تاریخ نظام الدین احمد بخشی اور بعض کتب تواریخ سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سلطان جلال الدین ہندوستان مین ناصر الدین قباچہ کے غرق ہونیکے بعد آیا تھا ظاہرا یہ روایت اعتبار صحت نہین رکھتی جیسا کہ مذکور ہوا ہے اور سنہ ۶۲۲ چھ سو بائیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے لشکر لکھنوتی اور بہار کیطرف کھینچا اور سلطان غیاث الدین خلج کو کہ ذکر اُسکا علحدہ آویگا تسلط تمام پیدا کیا تھا حلقہ اطاعت مین لایا اور سکہ و خطبہ اپنے نام جاری کیا اور اڑتیس زنجیر فیل اور اسی ہزار تنگہ نقرہ اُس سے لیے اور اپنے بڑے بیٹے کو سلطان ناصر الدین خطاب دیکر ولایت لکھنوتی کہ ممالک بنگالہ سے ہے اُسے سپرد کیا اور چتر و دور باش دیکر بلدۂ اودھ مین اُسے چھوڑا اور خود دار الملک دہلی کی سمت مراجعت فرمائی سلطان ناصر الدین نے غیاث الدین خلجی سے جنگ کرکے اُسے قتل کیا اور غنیمت وافر وہان سے دستیاب کرکے اکثر مردمان روشناس دہلی کو ساتھ انعام اور

تحفہ کے یاد کیا اور روایت صحیح یہ ہے کہ سلطان شمس الدین التمش نے ناصر الدین قباچہ پر فوج کشی کی اور وہ حصار اوچہ کو مستحکم کر کے قلعہ بھکر کیطرف بھاگا اور سلطان نے نظام الملک وزیر جنیدی کو ناصر الدین قباچہ کے تعاقب کیواسطے تعین کیا اور خود اوچہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا دو مہینے اور بیس روز کی مدت مین فتح کر کے حوزۂ تصرف مین لایا جب قلعہ اوچہ کے مفتوح ہونیکی خبر ناصر الدین قباچہ کو پہونچی اپنے فرزند علاء الدین بہرام شاہ کو سلطان کی خدمت مین بھیجکر صلح کا طالب ہوا جب یہ خبر پہونچی کہ سلطان ناصر الدین قباچہ ہراسان ہو کر بقصد گریز کشتی مین سوار ہوا تھا لطمۂ اجل کے طوفان سے دریا مین غرق ہوا پھر سنہ ۶۲۵ھ چھ سو پچیس ہجری مین رن تھنبور پر لشکر کشی کر کے اُس قلعہ کو بھی مفتوح کیا اور سنہ ۶۲۶ھ چھ سو چھبیس ہجری مین بعزیمت قلعہ مندو لشکر کشی ہوا اور اس قلعہ کو بھی مع جملہ سوالک اپنے قبض و دخل مین لایا امیر روحانی کہ اُس عہد کے افاضل سے تھا چنگیز خان کے حادثہ مین بخارا سے دہلی آیا تھا اور ان فتوحات کی تہنیت مین اشعار بہت کہے تھے انمین سے یہ ابیات ہین **نظم** خبر باہل سما برد جبرئیل امین ؛ ز فتحنامۂ سلطان عہد شمس الدین ؛ کہ ای ملائکہ قدس آسمانہا را ؛ بدین بشارت بندید کلہ و آئین ؛ کہ از بلاد سوالک شہنشہ اسلام ؛ گشاد بار دگر قلعۂ سپہر آئین ؛ بشہ مجاہد و غازی کہ دست و تیغش را ؛ روان حیدر کرار میکند تحسین ؛ اور سنہ ۶۲۶ھ چھ سو چھبیس ہجری مین عرب کے ایلچی خلافت کا لباس سلطان شمس الدین کیواسطے لائے سلطان بھی شرط اطاعت و آداب جیسا کہ چاہیے بجالایا اور عباسیوں کا لباس پہنکر بہت خوش ہوا اکثر امراء کو خلعتوں سے مخلع فرمایا اور شہر کو آئین بند کر کے قبے لگائے اور نقارہ خوشی کا بجایا پھر اُسی سال خبر وفات سلطان ناصر الدین لکھنوتی کے حاکم کی پہونچی سلطان شمس الدین التمش نہایت غمگین ہوا اور شرایط تعزیت بجالایا اور تمام اسکا اپنے چھوٹے فرزند پر چھوڑ کر اُس سے موانست پکڑی اور سنہ ۶۲۷ھ چھ سو ستائیس ہجری مین لشکر لکھنوتی کیطرف روانہ کر کے جو فتنہ کہ سلطان ناصر الدین کی وفات کے بعد قائم ہوا تھا دفع کر کے تسکین دی اور لکھنوتی عزت الملک ملک علاء الدین خانی کے سپرد کیا اور خود دار السلطنت دہلی مین معاودت فرمائی اور سنہ ۶۲۹ھ چھ سو اُنتیس ہجری مین گوالیار کیطرف عزیمت کی اور سبب عزیمت کا یہ تھا کہ گوالیار مسلمانونکے قبضہ سے نکل گیا تھا برس روز اس قلعہ کو محاصرہ کر کے متحصنون پر کام تنگ کیا پھر دیو بل جو اس قلعہ کا والی تھا شب کو بھاگ گیا اور قلعہ سلطان کے تصرف مین آیا اور بندی کثرت سے ہاتھ آئے اُن سب مین سے تین سو پر سیاست کی اور ملک تاج الدین ریزہ جو مملکت کا منشی تھا اُسنے اس قلعہ کے فتح ہونیکی رباعی کہی اور ایک پتھر پر کندہ کرا کے قلعہ کے دروازہ پر نصب کی وہ رباعی یہ ہے **رباعی** ہر قلعہ کہ سلطان سلاطین بگرفت ؛ از عون خدا و نصرت دین بگرفت ؛ آن قلعۂ گوالیار و آن حصن حصین ؛ در ستمایۂ سنہ ثلثین بگرفت ؛ پھر سنہ ۶۳۱ھ چھ سو اکتیس ہجری مین ولایت مالوہ کیطرف یورش فرمایا اور قلعہ بھیلسہ کو مسخر کر کے شہر اوجین کو بھی زیر نگین کیا اور بتخانہ مہاکال جو مثل بتخانہ سومنات کے تھا اور تین سو برس کے عرصہ مین تعمیر ہوا تھا اور قلعہ کیطرح نہایت مستحکم اور سنگین تھا اور اسکی دیوار کی بلندی سو گز تھی اُسے بیخ و بن سے کھود کر خراب و ویران کیا اور بکرماجیت کی مورت جو اوجین کا بادشاہ تھا اور اہل ہند اب تک اُسکی تاریخ لکھتے ہین مع سنگ مہاکال اور چند مورتین اور جو پیتل یعنی کانسے سے ڈھالین تھین اُٹھا کر دہلی کی جامع مسجد کے دروازہ کے آگے زمین مین گاڑ دین تا خلائق کی لگدکوب ہون پھر دوسری مرتبہ ملتان کی طرف لشکر کشی کی لیکن یہ سفر نامبارک ہوا یعنی مرض الموت اُسپر طاری ہوا ضعف و ناتوانی نے غلبہ کیا اعیان سلطنت عماری مین بٹھا کر دہلی مین لائے چنانچہ شعبان کی بیسوین تاریخ سنہ ۶۳۳ھ چھ سو تینتیس ہجری مین عالم عقبے کیطرف راہی ہوا اور ملفوظ خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کہ جامع شیخ فرید شکر گنج ہین اسمین تحریر ہے کہ سلطان کو ایک حوض تیار کرنیکی خواہش ہوئی اور اس غرض کی جگہ مناسب تعین کرنے کے واسطے خواجہ کی خدمت مین حاضر ہو کر استصواب کیا سلطان کے سر ایک سر زمین پر سوار ہو کر گذر کرتا تھا جہانتک کہ

اسمقام مین کہ جہان حوض شمسی واقع ہے پہونچا اس زمین کو پسند فرمایا پھر شب کو سلطان نے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ سرور انبیا علیہ من الصلوۃ افضلہا اس سرزمین مین رخش پر ایستادہ ہین اور فرماتے ہین کہ شمس الدین کیا چاہتا ہے سلطان نے عرض کی یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یہان حوض تعمیر کیا چاہتا ہون آنحضرت نے ارشاد کیا اسمقام مین تیار کر چنانچہ اُسیوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخش نے اُس سرزمین پر ٹاپ ماری ایک چشمہ آب نے جوش مارا پھر سلطان خواب سے بیدار ہوا اور ابتک کچھ رات باقی تھی کہ سلطان خواجہ قطب الدین بختیار رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور واقعہ کو بیان کیا خواجہ قدس سرہ فرماتے ہین کہ سلطان مجھے اس سرزمین پر لیگیا اور مین نے چراغ کی روشنی سے دیکھا کہ اسمقام مین ایک چشمہ آب عجب شان ہے یہ حکایت تھوڑے تغیر سے مقالہ مشائخ مین مذکور ہے وہانسے تحریر ہوئی اور یہ روایت سلطان شمس الدین التمش سے مروی ہے کہ مین جسوقت بغداد مین تھا میرے صاحب نے ایک قراضہ یعنی ریزہ زر انگور خریدنے کیواسطے مجھے دیکر بازار بھیجا راہ مین وہ قراضہ میرے ہاتھ سے گر پڑا اور گم ہوا مین مالک کے خوف سے رونے لگا ناگاہ ایک درویش نے اس حال سے واقف ہوکر قدرے انگور خریدکر میرے حوالہ کیے اور تاکید مجھے فرمایا کہ خبردار جب تخت سلطنت پر متمکن ہوکر تاج شاہی زیب سر کرنا فقرا اور اہل خیر سے نیکی کرنا اور اُنکے حقوق نگاہ رکھنا دوسری نقل ہے اُس زمانہ مین کہ سلطان شمس الدین بغداد مین ذل رقیت مین تھا اُسکے مالک کے مکان مین فقرا کی ایک جماعت نے مجلس آراستہ کی تھی اور راگ سننے کا ذوق کہ اہل اللہ کو ہوتا ہے مشغول تھے سلطان شمس الدین التمش اُس مجلس مین تمام رات اُنکی خدمت مین دست بستہ حاضر شمع کا گلگیر سے کاٹتا تھا اور قاضی حمید الدین ناگوری کہ اُس مجلس کے عمائد سے تھا جب درویشونکو سلطان شمس الدین التمش کی خدمت پسند آئی نظر لطف اُسپر ڈالی حق سبحانہ تعالے نے اُس نظر کی برکت سے اُسے درجہ سلطنت پر فائز کیا غرض مدت مدید کے بعد جب سلطان شمس الدین التمش نے تخت سلطنت پر اجلاس کیا قاضی حمید الدین ناگوری ہندوستان مین آئے اور دہلی مین بارشاد طالبان مشغول تھے ہمیشہ اُنکی محفل مین درویش راگ اور مغنیین سُنکر حال قال مین آتے تھے اور دو شخص علماء ظاہری سے کہ ایک کا نام ملا عماد الدین اور دوسرے کا ملا جلال الدین تھا سماع کا انکار کرکے سلطان کو اُسپر آمادہ کیا کہ قاضی کو سماع سے منع کرے چنانچہ سلطان نے قاضی کو طلب کیا اور اعزاز و اکرام سے بٹھایا پھر اُن دونوں ملاؤں نے قاضی سے سوال کیا کہ سماع حلال ہے یا حرام قاضی نے کہا اہل قال پر حرام اور اہل حال پر حلال ہے اسکے بعد سلطان کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپکو یہ امر عجیب یاد ہوگا کہ ایک شب کو درویشان اہل حال راگ سنتے تھے اور آپ اپنے مالک کے حکم سے اُن اہل مجلس کی خدمت مین حاضر ہوکر شمع کا گل چنتے تھے درویشون نے ترحم سے آپ پر نظر کیمیا اثر ڈالی اُسی کی برکت سے آپکو یہ سلطنت نصیب ہوئی سلطان وہ بات یاد کرکے اشک اپنی آنکھوں مین بھر لایا اور بحالت رقت مین قاضی کو اپنے پاس بٹھاکر نوازا اور سلطان اسکے بعد سماع سے لذت اٹھاتا اور درویشوں کے نفس نفیس کا معتقد رہا تھا اور طاعت و عبادت کا مولع تھا ہر ایک جمعہ کو جامع مسجد مین جاتا اور فرائض و نوافل کے ادا مین قیام کرتا فی الجملہ نور نام ملحدان عربی کا سردار تھا اس امر سے نہایت غضب مین آیا اور ملحدون سے اتفاق کرکے آپسمین عہد و مدار کیا کہ سلطان کو عین ادائے نماز مین کہ خلائق اپنے حال مین مشغول ہون قتل کرو غرض جمعہ کے روز اجماع کرکے حربہ اٹھاکر مسجد مین آئے اور تیغین کھینچکر چند اشخاص کو شہید کیا حق سبحانہ تعالی نے سلطان کو ان اشرار کی شر سے نجات بخشی اور خلقت واقف ہوکر دیوارون اور کوٹھون پر چڑھ گئی اور اُس گروہ سفاک کو زخم سنگ و تیر سے خاک ہلاک پر ڈالا اور جہان کو اُس موذی خلائق کے وجود سے خالی کیا اور سلطان کی آخر عمر مین فخر الملک عصامی وزیر بغداد کا جو تیس برس سے اس بلدہ مین وزارت کے منصب پر استقلال رکھتا تھا اور فضائل صوری و کمالات معنوی مین مشہور تھا ساتھہ کسی سبب کے اسباب دنیوی سے کہ جو مایہ رنجش و ملال خاطر ارباب دولت ہوتا ہے وہانسے جدا ہوکر دہلی مین آیا سلطان اُسکا

تا غنیمت سمجھکر باعزاز و اکرام تمام شہر مین لایا اور منصب وزارت پر منصوب فرماکر اسکے حق مین مراحم خسروانہ مبذول فرمائین اور تمام فضلا اور اہل انشا سے نور الدین محمد عوفی سلطان شمس الدین التمش دہلی مین قیام رکھتا تھا کتاب جامع الحکایات اسکے وزیر نظام الملک محمد بن ابی سعید جنیدی کے نام لوح بیان مین تحریر کی سلطان شمس الدین التمش کی مدت سلطنت چھبیس برس تھے۔ **ذکر رکن الدین فیروز شاہ بن شمس الدین التمش کی سلطنت کا۔** متون کتب تواریخ مخبر ہے کہ ۶۲۲ھ چھسو بچیس ہجری مین سلطان شمس الدین التمش نے جتر و دور باش سلطان رکن الدین کو دیکر پرگنہ بداؤن اُسے عنایات فرمایا اُسکے بعد گوالیار فتح کرکے دار السلطنت دہلی مین مراجعت کی پھر لاہور کی بھی سرداری اُسے دیکر صاحب حشمت و شوکت کیا اور جسوقت کہ اُسکا باپ سیوستان کے سفر سے بازگشت کرکے مرگیا وہ دہلی مین بتاسہ شنبہ کے دن ۶۳۳ھ چھسو تینتیس ہجری مین تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اعیان سلطنت و ارکان مملکت لوازم نثار و مراسم ایثار بجا لائے شعرا نے قطعے اور قصیدے مدح اور تہنیت مین موزون کیے اُسکے صلہ مین شاہ نے نوازش فرمائی انمین سے ملک تاج الدین ریزہ دبیر نے ایک قصیدہ طویل گذرانکر انعام شاہانہ پایا یہ ابیات اُسمین سے ہین

نظم مبارکباد ملک جاودانی ٭ ملک را خاصہ در عہد جوانی ٭ امین الدولہ رکن الدین کہ آمد ٭ درش از مین چون رکن یمانی ٭ لیکن

سلطان رکن الدین تخت پر اجلاس کرتے ہی عیش و طرب مین مشغول ہوا امور سلطنت سے دست کش ہوا آخر مین قطبی اور شمسی جو تھے اکثر لوگون اور مسخرون نے صرف کیے مہام جہانبانی کی لگام اپنی والدہ کے ہاتھ مین جو کنیز ترکیہ تھی چھوڑی وہ اپنے مقصد دل کو پہونچی کتنی عورتین جمیل کہ سلطان شمس الدین کے عقد نکاح مین تھین اُنکو بفضیحت تمام قتل کیا اور کنیزان ترک صاحب اعتبار شمسی کو رسوائی لاکلام سے کہ سالہا سال کا رشک جو دل مین رکھتی تھی اُنسے انتقام لیا اور سلطان کے چھوٹے بیٹے کو جسکا نام قطب الدین تھا اُس بدبخت نے ناحق ہلاک کیا ان سانحون کے وقوع سے جو ظلم صریح تھا رکن الدین فیروز شاہ سے صغیر و کبیر اور وضیع و شریف کا دل متنفر ہوا اور شاہزادہ غیاث الدین محمد نے جو اُسکا چھوٹا بھائی ولایت اودھ کا فرمانروا تھا سر اطاعت کا پھیرا اور خزانہ لکھنوتی کو جو دہلی مین لائے تھے چھین لیا اور ملک اعز الدین محمد سالار جو بداؤن کا صاحب صوبہ تھا اور ملک علاء الدین شیر خانی حاکم لاہور اور ملک اعز الدین کبیر خانی والی ملتان اور ملک سیف الدین کوچی ناظم ہانسی سے آپسمین مراسلات کرکے نشان مخالفت کا بلند کیا سلطان رکن الدین فیروز شاہ نے اُنکے دفع کیواسطے مع لشکر کثیر دہلی سے کوچ کیا اور قطع مراحل و منازل کے بعد کیلوکھری مین نازل ہوا درمیان اس حال کے نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا فیروز شاہ کے خوف و ہراس سے کیلوکھری سے بھاگ کر قصبۂ کول مین گیا اور ملک اعز الدین محمد سالار سے جا ملا پھر یہ سب اتفاق کرکے لاہور مین گئے اور اس حدود کے ملوک کے پاس پہونچکر متفق اللفظ والمعنی ہوئے اور سلطان رکن الدین اس فساد کے دفع کیواسطے پنجاب کیطرف متوجہ ہوا جب منصور پور کی حوالی مین پہونچا تمام امرا جو اُسکے ہمراہ تھے مثل تاج الدین اور ملک محمد وبیر اور بہاء الدین حسن اور ملک کریم الدین اور ضیاء الملک شیر خانی اور خواجہ رشید اور امیر فخر الدین لشکر سے جدا ہوکر دہلی مین آئے اور سلطان رضیہ کو جو بڑی بیٹی سلطان شمس الدین التمش کی تھی اس سے بیعت کرکے سریر سلطانی پر متمکن کیا پھر اُنسے شاہ ترکان یعنی سلطان رکن الدین کی والدہ کو گرفتار کرکے مقید کیا جب یہ خبر سلطان رکن الدین کو پہونچی دہلی کیطرف مراجعت کی جب کیلوکھری مین پہونچا سلطان رضیہ نے اٹھارھوین ربیع الاول ۶۳۴ھ چھسو چونتیس ہجری مین فوج اُسکے مقابلہ کو بھیجی اور اُسے گرفتار کرکے محبوس کیا تھا تھوڑے عرصہ مین وہ اس زندان مین مرگیا مدت اسکی سلطنت کی چھ مہینے اور اٹھائیس دن تھی۔ **بیان ملکۂ دوران بلقیس جہان رضیہ سلطان بنت شمس الدین التمش کا۔** سلطان رضیہ جمیع صفات مین جو بادشاہان عاقل اور کامل الرائے کو

لازم وملزوم ہین آراستہ و پیراستہ تھی دانشمندان صاحب نظر و کار آگاہ اسکے سوا کہ وہ عورتونکی صورت مین مخلوق تھی کوئی عیب اور برائی اُسمین نپاتے تھے قرآن مجید کو بآداب تمام پڑھتی تھی اور بعضے علوم سے بھی کچھ بہرہ رکھتی تھی اپنے باپکے عہد مین مہمات ملکی مین دخل دیتی تھی اور حکمرانی کرتی تھی اور سلطان از بس عقل و فراست وافراس سے مشاہدہ کرتا تھا بلکہ اس سال جب گوالیار کی فتح سے بازگشت کی چند امرا بلاکر اسے ولیعہد کیا اُمرانے عرض کی کہ شاہزادون (یعنے فرزندون ۱۲) قابل اور رشید کے ہوتے شاہزادی (یعنے صاحبزادی ۱۲) کو ولیعہد کرنے مین کیا حکمت ہے بادشاہ نے ارشاد کیا کہ مین اپنے فرزندونکو مے نوشی اور اقسام مناہی اور ہوا پرستی مین مبتلا دیکھتا ہون انکا بازو بار سلطنت اُٹھانیکے لائق نہین پاتا ہون رضیہ اگرچہ عورت کی صورت ہے لیکن معنی مین مرد ہے اور حقیقت مین بیٹونسے بہتر اور افضل ہے خلاصہ یہ کہ سلطان رضیہ ۶۳۴ھ چھ سو چونتیس ہجری مین پردہ سے برآمد ہوئی اور مردونکا لباس یعنی قبا زیب تن اور تاج شاہی زیب سر کرکے بارعام مین تخت سلطنت پر متمکن ہوئی اور قواعد و ضوابط شمسی کو جو رکن الدین فیروز شاہ کے عہد سلطنت مین مہمل و مندرس فرو گذاشت ہوئے تھے مروج کیے اور عدالت و سخاوت کی روش اختیار کی پھر نظام الملک محمد جنیدی جو وزیر مملکت تھا اور ملک علاء الدین شیر خانی اور ملک سیف الدین کوچی اور ملک اعزالدین کبیر خانی جو اطراف سے اجماع کرکے شہر دہلی کے باہر بیٹھے تھے اور کفران نعمت کیئے مخالف ہوئے تھے دیگر امراے اطراف کو نامہ و پیام کرکے مخالفت کی ترغیب دی اس حال مین ملک نصیر جاگیردار اودھ سلطان رضیہ کے آہنگ مدد مین دہلی کیطرف متوجہ ہوا جب دریاے گنگ سے عبور کیا امراے مخالف نے جنکا مذکور ہو چکا سد راہ ہو کر اُسے گرفتار کرکے قید کیا وہ ضعف و نقاہت کے سبب سے اس شدائد کا متحمل نہوا اسی حال مین وفات پائی لیکن اُسکے بعد عرصہ قلیل مین سلطان رضیہ نے تدبیر کامل و راے اکمل سے امراے مقہور و مخذول کو متفرق و پریشان کیا ہر ایکنے راہ فرار پائی پھر سلطان رضیہ نے مفرورونکا تعاقب فرمایا ملک سیف الدین کوچی اور اُسکے بھائی کو گرفتار کرکے قتل کیا اور ملک علاء الدین شیر خانی بابل کے حدود مین مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر دہلی مین لائے اور ملک نظام الملک وزیر کوہ سرمور پر پہونچکر فوت ہوا چونکہ سلطان رضیہ نے ایک قوت پیدا کی تھی اسکی مملکت ۔ نے انتظام قبول کیا پھر خواجہ مہدی غزنوی کہ جو نظام الملک جنیدی کا نائب تھا منصب وزارت پر منصوب کیا اور نظام الملک کے لقب سے ملقب فرمایا اور لشکر کی نیابت ملک سیف الدین ایبک کے تفویض کرکے قتلغخان خطاب دیا اور ملک اعزالدین کبیر خانی کو جو اطاعت اسکی کی تھی اُسے ولایت لاہور حوالہ کی اور ممالک لکھنوتی اور دیول اور سنداور تمامی بلاد اور علاقجات ہر ایک امیر کے سپرد کیے چنانچہ اسی عرصہ مین سیف الدین ایبک نے وفات پائی اسکی جگہ پر قطب الدین حسن کو نصب کرکے مع لشکر کثیر قلعہ رنتھنبور پر بھیجا اور جو مسلمان کہ اس قلعہ مین تھے سلطان شمس الدین التمش کی وفات کے بعد ہندوون نے انھین قلعہ بند کرکے محاصرہ کیا تھا قطب الدین حسن نے انھین محاصرہ سے نجات بخشی اور قلعہ کے ضبط مین مقید نہوا اور اسکی روانگی رنتھنبور کے بعد ملک اختیار الدین التگین امیر حاجب ہوا اور جمال الدین یاقوت حبشی جسنے امیر آخوری اور سلطان رضیہ کی خدمت مین تقرب تمام پیدا کیا تھا امیر الامرا ہوا اور سا تھا اس مرتبہ کے صاحب نسب ہوا کہ سلطان رضیہ کو سواری کیوقت دست زیر بغل کرکے سوار کراتا تھا اس سبب سے تمام ملک کے سردار اُس سے آزردہ ہوئے اُنمین سے ۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری مین ملک اعزالدین حاکم لاہور نے سر اطاعت اس سے پھیرا سلطان رضیہ سپاہ آراستہ کرکے اسکے سر پر نازل ہوئی ملک اعزالدین صلاح وقت دیکھکر ازروے اخلاص پیش آیا اور دولتخواہون مین داخل ہوا سلطان رضیہ نے ولایت ملتان جو ملک قراقش کے سپرد تھی اسے بھی ملک اعزالدین کے حوالہ کیا پھر وہانسے مراجعت کی اور اسی سال جب ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ نے جو ترکان چہلگانی سے تھا اور شرح اُسکی مفصل بیان ہوگی جمال الدین یاقوت حبشی کے عروج سے عاجز ہوکر بغاوت کا نشان بلند کیا

اور سلطان رضیہ نے فوج بیشمار ہمراہ رکاب لیکر بھٹنڈہ کیطرف نہضت فرمائی اثنائے راہ مین امرائے ترک نے اُسپر خروج کیا اور جمال الدین یاقوت حبشی امیر الامرا کو قتل کیا اور سلطان رضیہ کو مقید کر کے قلعہ بھٹنڈہ مین بھیجدیا اور دہلی مین جاکر معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کو تخت شاہی پر بٹھایا اور اُسی عرصہ مین ملک التونیہ حاکم بھٹنڈہ سلطان رضیہ کو اپنے عقد نکاح مین لایا پھر سلطان رضیہ نے ملک التونیہ سے موافق ہو کر تھوڑے عرصہ مین جماعت کھکران و جتان و تمامی زمینداران اس نواح کو جمع کیا اور چند امرا کو بھی اپنا متفق کر کے لشکر دہلی کیطرف روانہ کیا سلطان معز الدین بہرام شاہ نے ملک اعز الدین بلبن کو جو خطاب الغجان سے مخاطب اور داماد سلطان شمس الدین التمش تھا مع لشکر کثیر سلطان رضیہ کے مقابلہ کو بھیجا دونون لشکر راہ مین ملاقی ہوئے اور تنور حرب گرم کیا سلطان رضیہ نے شکست فاش کھائی اور بھاگ کر بھٹنڈہ مین دم لیا اور ایک مدت کے بعد لشکر پراگندہ فراہم کر کے ازسرنو سامان حرب درست کیا اور عنان عزیمت دہلی کیطرف معطوف فرمائی سلطان بہرام شاہ نے پھر ملک اعز الدین بلبن کو لشکر گران دیکے سلطان رضیہ کے مقابلہ اور مقاتلہ کو بھیجا چنانچہ چوتھی ربیع الاول کو ۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری مین فریقین کا سامنا نواح کیتھل مین واقع ہوا پھر دوبارہ سلطان رضیہ کی فوج پر ہزیمت ہوئی سلطان رضیہ و التونیہ بہزیمت کیوقت زمینداروں کے ہاتھ گرفتار آئے اور پچیسوین ماہ مذکور کو قتل ہوئے مدت سلطنت سلطان رضیہ کے تین سال اور چھ مہینے اور چھ روز تھے عارفان دوراندیش جانتے ہین کہ یہ صرصراد بارکس صحرا سے اُٹھی اور گل دولت رضیہ مرضیہ کا کس باد تند نے بیچ سے اُکھاڑا یہ ہر غلام حبشی کو دہلی کی امیر الامرائی سے کیا نسبت اور مردود ان جیسی کو ایسی ملکہ تاجدار سے کیا کام **مصرع** این از ملک بہت از حبش نیست **ذکر معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین التمش کا** جب سلطان رضیہ قلعہ بھٹنڈہ مین محبوس ہوئی اور بروز شنبہ اٹھائیسوین ماہ رمضان کو ۶۳۷ھ چھ سو سینتیس ہجری مین سلطان معز الدین بہرام شاہ کو امرا اور ملوک کے اتفاق سے دہلی کے تخت سلطنت پر بٹھایا اور سلطان رضیہ کے معاملہ سے جیسا کہ مذکور ہوا مفروغ ہوا ملک اختیار الدین التگین نظام الملک مہذب الدین وزیر مملکت کے اتفاق سے تمام امور سلطنت کا مختار ہوا اور سلطان معز الدین کی ہمشیرہ کو جو سابق مین قاضی اختیار الدین کی منکوحہ تھی اپنے عقد نکاح مین لایا اور ہمیشہ ایک ہاتھی گجبار اپنے دروازہ پر بندھا رکھتا تھا اور اُس زمانے مین بادشاہ کے سوا دوسرا شخص ہاتھی نرکھتا تھا یہ امر سلطان معز الدین بہرام شاہ کی بدگمانی کا سبب ہوا اُسنے دو نفر ترک کو جو اُسکے معتمدین مین سے تھے انھین حکم دیا کہ اپنی متوالونکی صورت بناکر اُن دونون شخص کو قتل کرو پھر پہلے شنبہ کے دن ۶۳۸ھ چھ سو اڑتیس ہجری مین بقصر سفید ان دونون ترک نے شاہ کے فرمانے پر عمل کیا اور متوالونکی شکل سے اکر مستانہ ادائین کرنے لگے ملک اختیار الدین التگین جو امرا کی صف مین سلطان معز الدین بہرام شاہ کے پاس ایستادہ تھا اُنکی طرف متوجہ ہو کر زجر اور منع مین مشغول ہوا اونھون نے فرصت پاکر ہاتھ خنجر جانستان پر لیگئے اور اُسکے حصار وجود کو مشبک کر کے کشتہ زار سالہ کے برابر کر دیا پھر نظام الملک وزیر کے قاصد جان ہو کر دو زخم اُسکے بدن پر رسید کیے اُسوقت امرا وغیرہ نے ہجوم کیا نظام الملک نے ہزار خرابی اپنے تئین صد بارے باہر نکالا سلطان معز الدین بہرام شاہ نے لوگون کے مغالطہ دہی کیواسطے دونون ترکونکو قیدخانہ مین بھیجا اور چند روز کے بعد انھین رہائی بخشی اور نظام الملک وزیر چند روز تک بستر رنجوری پر افتادہ رہا جب شفا پائی پھر دیوانخانہ مین آکر کاروزارت مین مصروف ہوا لیکن ملک بدر الدین سنقر رومی جو امیر حاجب ہوا تھا نظام الملک پر تفوق ڈھونڈھتا تھا اور زعم اُسکے آگے رکھتا تھا یہانتک کہ مزاج ملک بدر الدین سنقر کا ایک جماعت اہل فتنہ کی اغوا سے سلطان سے منحرف ہوا چنانچہ صفر کی سترھوین تاریخ دوشنبہ کے روز صدر الملک تاج الدین کے مکان مین جو شرف ممالک تھا گیا اور تمام اکابر بھی وہان جمع ہوئے اور تبدیلی سلطنت کے بارہ مین گفتگو کرنے لگے اور صدر الملک تاج الدین مشرف کو

نظام الملک مہذب الدین کے طلب کو روانہ کیا کہ وہ بھی اس مشورہ مین شریک اور داخل ہووے اُسوقت صدر الملک تاج الدین مشرف نے ایک شخص معتمد کو سلطان معز الدین بہرام شاہ کے پاس بھیجکر اس امر کی اطلاع دی اور ایک شخص معتمد سلطان سے جدا ہونکے لباس مین اپنے ہمراہ نظام الملک مہذب الدین کے مکان پر لیگیا اور مجلس کے قریب ایک گوشہ مین ایستادہ کرکے آغاز کلام کیا اور نظام الملک مہذب الدین کی خدمت مین باتہام قاضی جلال الدین کاشانی اور قاضی شمس الدین اور شیخ محمد ساوجی اور دیگر آدمیونکے داعیہ سے خبردار کیا نظام الملک مہذب الدین نے دفع الوقت کرکے اپنا آنا دوسرے وقت پر منحصر رکھا اور صدر الملک تاج الدین نے اس حقیقت کو خادم سلطان کے ذریعہ سے جو پوشیدہ اپنے ہمراہ لیگیا تھا خدمت سلطان مین عرض کی سلطان اُسیوقت اُنکے سر پر تاخت لایا اور اُنکی جمعیت کو متفرق کیا اور ملک بدر الدین سنقر رومی کو وقت کا موقع دیکھکر بداؤن کی جاگیر دیکر اسطرف روانہ کیا اور قاضی جلال الدین کاشانی کو عہدۂ قضا سے معزول فرمایا اور چند مہینے کے بعد جب ملک بدر الدین بداؤن سے درگاہ سلطان مین حاضر ہوا سلطان نے اُسکی اور ملک تاج الدین موسی کی گردن ماری اور قاضی شمس الدین اور قاضی قصبہ مارہرہ کو ہاتھی کے پاؤن سے روندوایا یہ سب امر سبب وفور بیم و ہراس خلائق ہوئے اور تمام لشکر اُسکے فرمان سے سرتاب ہوا اور نظام الملک مہذب الدین جو اُن زخمون سے آزردہ تھا سلطان کی طرف سے باتین وحشت کی کہ موجب زیادتی نفرت طبائع ہر خاص و عام کا ہوتا تھا اس حال مین سولھوین جمادی الآخر روز دوشنبہ کو سنہ چھ سو انتالیس ہجری مین افواج مغول چنگیزی نے آکر لاہور کو محاصرہ کیا اور ملک قراقش جو لاہور کا حاکم تھا حرکت مذبوحی کرکے جو آدمیون سے موافقت نہ دیکھی آدھی رات کو لاہور سے کوچ کرکے دہلی کیطرف آیا اور وہ شہر چنگیزیونکے ظلم سے خراب و برباد ہوا اور خلقت کثیر اسیر ہوئی جب یہ خبر سلطان معز الدین بہرام شاہ کو پہونچی امرا کو قصر سفید مین جمع کرکے بیعت تازہ کی اور نظام الملک مہذب الدین وزیر اور قطب الدین حسن غوری کو وکیل السلطنت کرکے مع امراے دیگر مغلونکے دفع شر کیواسطے لاہور کیطرف روانہ کیا جسوقت کہ لشکر آب بیاہ کے کنارے پر کہ اس عرصہ مین قصبۂ سلطان پور اُسکے قریب آباد ہوا ہے پہونچا نظام الملک مہذب الدین کہ باطن مین سلطان سے منافق تھا امرا کو سلطان سے پھیرا اور ساتھ مکر اور فریب کے یہ عرضہ تہمت کی کہ ہاتھ اُس جماعت منافق سے کہ ہمراہ ہیں ہے کچھ کام ظہور مین نہ آویگا اور یہ فساد مدافعت نہ پاویگا جب تک کہ سلطان خود اپنے نفس نفیس سے اسطرف نہضت نہ فرماوے یا فرمان صادر کرے کہ بندہ اور ملک قطب الدین متفق ہو کر اُنھین اس درمیان سے ہٹاوین چونکہ سلطان اس سے سادگی اور خوش اعتمادگی رکھتا تھا در جواب اسکے لکھا کہ وہ جماعت واجب القتل اور سیاست کرنیکے ہے اپنے وقت معین پر سزا کو پہونچیگی تم چند روز اُنسے مدارا کرو القصہ اس فرمان کو نظام الملک مہذب الدین نے امراے لشکر کو دکھلایا اور عزل سلطان مین اُنکو متفق کیا جب سلطان اس حال سے واقف ہوا خدمت مین شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کے گیا اور اُنھین بہ تکلیف تمام امرا کی تسلی کے واسطے بھیجا مگر وہ کسی وجہ سے راضی و مطمئن نہوئے اور شیخ دہلی مین پلٹ آئے پھر نظام الملک مہذب الدین اور تمام امرا سلطان معز الدین بہرام شاہ کے دفع کرنیکی عزیمت کرکے دہلی مین آئے سلطان معز الدین کو محاصرہ کرکے ساڑھے تین مہینے تک ہر روز آتش جنگ کی افروختہ رکھی چونکہ باشندے شہر کے امرا سے متفق تھے روز دوشنبہ آٹھوین ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور مین دہلی پر قبضہ کیا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کو دستیاب کرکے چند روز حبس مین نگاہ رکھا عاقبت الامر اُنھین قتل کیا مدت اُسکے سلطنت کی دو برس اور ایک مہینے پندرہ دن تھی۔

ذکر سلطنت سلطان علاء الدین مسعود شاہ بن سلطان رکن الدین فیروز شاہ کا۔

جب ساقی دوران کے ہاتھ سے شربت ممات معز الدین بہرام شاہ کی جان کو نصیب ہوا ملک عز الدین بلبن بزرگ نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا اور شہر مین منادی فرمائی لیکن امرا اور ملوک اسکی سلطنت سے

راضی نہوئے فوراً شاہزادہ ناصر الدین اور جلال الدین فرزندان سلطان شمس الدین التمش اور سلطان علاؤالدین مسعود شاہ پسر رکن الدین فیروز شاہ کو جو قصر سفید میں محبوس تھے باہر نکالکر انمیں سے علاؤ الدین مسعود شاہ پسر سلطان رکن الدین فیروز شاہ کو ذیقعدہ کے مہینے سنہ ۶۳۹ھ چھ سو انتالیس ہجری میں تخت سلطنت پر اجلاس دیا ملک قطب الدین حسن نیابت پر اور نظام الملک مہذب الدین وزارت پر سرفراز ہوئے اور ملک قراقش امیر حاجب ہوا جب نظام الملک مہذب الدین نے عروس سلطنت بے مشارکت دوسرے کے اپنی آغوش میں لی امرا اور اعیان وقت کو تاب نرہی اور سب نے اتفاق کرکے بروز چہارشنبہ دوسرے جمادی الاول سنہ ۶۴۰ھ چھ سو چالیس ہجری میں صحراے حوض رانی میں اُسے قتل کیا بیت بر خوان دہر دست ارادت مکن دراز ÷ کالودہ کردہ اند بزہر این نوالہ را ÷ اُسوقت وزارت صدر الملک نجم الدین ابوبکر کے تفویض ہوئی اور غیاث الدین بلبن خرد امیر حاجب ہوا اور ناگور اور سند اور اجمیر کے عہدہ پر ملک اعزالدین بلبن بزرگ مقرر ہوا اور بداؤن کا پرگنہ ملک تاج الدین کے سپرد ہوا اور تمام پرگنے ممالک کے بفراخوری حال ہر ایک امرا کے تقسیم کیے امور مملکت نے انتظام قبول کیا اور خلق پر آرام و تسکین ظاہر ہوئی اُسوقت اعزالدین طغاخان کہ کرہ سے اپنی ولایت لکھنوتی میں آیا اور شرف الملک سنقری کو سلطان علاؤ الدین کی خدمت میں بھیجا سلطان نے چتر لعل اور خلعت خاص مرصع قاضی جلال الدین کاشانی حاکم اودھ کی مصاحبت سے لکھنوتی کیطرف واسطے اعزالدین طغاخان کے ارسال فرمایا اور اپنے دونوں چچا کو قید حبس سے رہا کیا اور انکی تعظیم و تکریم میں نہایت کوشش کرتا تھا چنانچہ ناصر الدین کو خطہ بہرائچ کی حکومت ارزانی رکھی اور جلال الدین کو قنوج کا حاکم کیا اور اُنسے اُس دیار میں آثار پسندیدہ ظہور میں آئے پھر سنہ ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری میں افواج مغول لکھنوتی کے ملک میں آئی قیاس وہ ہے کہ تمام مغل اُس راہ سے کہ محمد بختیار خلجی تبت اور خطا کیطرف گیا تھا آئے ہونگے (یعنے مغل) غرضکہ سلطان علاؤ الدین نے طغاخان کی امداد کیواسطے ملک قرابیگ تیمور خان کو جو بندگان خواجہ تاش سے تھا مع فوج کثیر لکھنوتی میں بھیجا پھر مغلوں نے ہزیمت کھاکر لکھنوتی کو چھوڑا اس بعد درمیان اعزالدین طغاخان اور ملک قرابیگ تیمور خان کے مخالفت بہم پہونچی سلطان نے لکھنوتی تیمور خان کو عنایت فرمائی اور اعزالدین طغاخان دہلی میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا اسی عرصہ میں یعنی سنہ ۶۴۳ھ چھ سو تینتالیس ہجری میں یہ خبر پہونچی کہ فوج مغول قندھار اور طالقان کیطرف سے سندھ کے اطراف میں آئی ہے اور قلعہ اوچہ کو محاصرہ کیا ہے سلطان نے بسبیل استعجال اپنے امرا کو فراہم کرکے قلعہ اوچہ کیطرف نہضت فرمائی جب آب بیاہ کے ساحل پر پہونچا مغول کا لشکر حصار اوچہ چھوڑکر مفرور ہوا سلطان منصور اور مظفر ہوکر دہلی میں داخل ہوا اور شرب شراب کی زیادتی کی طریقہ انصاف اور معدلت سے انحراف قبول کیا اور روش اخذ و قتل اختیار کی اور خلل مملکت میں ظاہر ہوا لیکن دولتخواہوں کی نصیحت نہ سُنی ملوک اور امرا نے عداوت کا پٹکا کمر پر باندھا اور ایک ایلچی مخفی چچا شاہزادہ ناصر الدین کے پاس بہرائچ میں روانہ کیا اور اُسکے تشریف لانے کی التماس کی شاہزادہ ناصر الدین بے تامل اور توقف بسرعت تمام دہلی کیطرف متوجہ ہوا اور منزل مقصود میں پہونچتے ہی تخت سلطنت پر اجلاس کیا اور مسعود شاہ محرم کی چھبیسویں سنہ ۶۴۴ھ چھ سو چوالیس کو زندان میں داخل ہوا زمانہ اسکی زندگی کا آخر ہوا مدت اسکے سلطنت کی چار برس اور ایک مہینا اور ایک دن تھا ذکر سلطنت سلطان

عادل باذل فاضل ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش ادام اللہ تعالے انارہ و نور مضجعہ کا مرقوم قلم ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین بن سلطان شمس الدین التمش

دُرین رقم ہوتا ہے کہ خلف الصدق یعنی بڑا بیٹا سلطان شمس الدین التمش کا ناصر الدین نام رکھتا تھا جب اُسنے بلاد لکھنوتی میں وفات پائی اور یہ فرزند اُسکا کہ سب فرزندوں سے چھوٹا تھا متولد ہوا سلطان نے وفور محبت سے اسکا بھی نام ناصر الدین رکھا اور اسکی تربیت میں مساعی جمیلہ مبذول فرمائی اور عہد میں سلطان علاؤ الدین مسعود شاہ کے جب اسنے

ولایت بہرائچ پائی کفار سے غزاوت کرکے اُس خطہ کو معمور اور آباد کیا اُسکی عدالت گستری اور رعیت پروری کا شہرہ تمام ممالک مین منتشر ہوا خاص و عام کی طبیعتین اُسکی خواہان ہوئین امرا اور اعیان دولت نے اُسکے قدوم میمنت لزوم کی درخواست کی اور قصر سفید مین اُسکے پدر کے تخت پر بٹھایا وہ بادشاہ عابد اور جری اور شجاع اور سخی تھا اکثر نفقۂ خاص اپنا مصحف مجید کی کتابت سے کرکے زمانۂ حیات مستعار کا بسر لیجاتا تھا اور سلطنت کا مال اپنے مصارف لابدی مین ہرگز صرف نہ کرتا تھا اور صلحا و علما کو دوست رکھتا تھا اور اہل ہنر کو نوازتا تھا روز جلوس کو شاعرون کے غرا کے قصیدے سلطان کے ملاحظہ مین گذرانے صلہ اور انعام سے سرفراز ہوے قاضی منہاج السراج جرجانی نے کہ طبقات ناصری اُسکے نام لکھی اُسوقت مین ایک قصیدہ کہا تھا یہ چند بیت اُسمین ہین **نظم**

آن خداوندے کہ حاتم بذل و رستم کوشش ست ۞ ناصر دنیا و دین محمود بن التمش است ۞ آن جہانداری کہ سقف چرخ از ایوان او بہ در علو مرتبت گوئی کہ فیروزہ دش ست ۞ سکہ را ز القاب میمونش چہ اندازہ ست فخر ۞ خطبہ را از اسم ہمایونش چہ پایہ نازش است ۞

منصب وزارت پر ملک غیاث الدین بلبن خرد کو جو بندہ اور داماد اُسکے باپ کا تھا منصوب کیا اور بخطاب خان اعظم الغخان سے سرفراز فرمایا اور چترو دورباش دیکر تمام کام سلطنت اُسکے سپرد کرکے مدار المہام کیا اور اپنے چچیرے بھائی خان اعظم شیر خان کو بخطاب خان معظم سے مخاطب فرماکر پنجاب اور ملتان کا حاکم کیا اور سپاہ مغول کے مقابل مین جو غزنین اور کابل اور قندھار اور بلخ اور ہرات سے تھی نگاہ رکھا اور حصار بھٹنیر اور بھٹنڈہ تعمیر کیا ہوا شیر خان کا ہے کہتے ہین کہ سلطان ناصر الدین نے تفویض مہمات کیوقت خان اعظم الغخان سے فرمایا کہ مین نے تجھے اپنا نایب کرکے امور سلطنت کا اختیار تیرے ہاتھہ مین دیا خبردار ایسا کام نکرنا کہ درگاہ بے نیاز مین اُسکی جوابدہی سے عاجز ہو اور تو اپنے تئین مجمل اور شرمسار کرے چنانچہ خان اعظم الغخان نے اُسی طور سے نیابت کے قواعد اور ملک داری کے آئین کی بنیاد رکھی کہ تمام امور ملکی اُسکے قبضۂ اقتدار مین آئے اور کسی کی مجال تصرف کار سلطنت مین نرہی اور ماہ رجب سال جلوس مین سلطان ناصر الدین خان اعظم الغخان کے استصواب سے ملتان کی طرف فوج کش ہوا اور غرہ یعنی پہلی تاریخ ذیقعدہ کو آب لاہور سے عبور کرکے جب آب سودرہ کے ساحل پر پہونچا توقف کرکے خان اعظم الغخانکو لشکر کا سپہسالار کیا اور کوہ جود اور آب سند کیطرف روانہ کیا اور خان اعظم الغخان نے کوہ جود اور تمام بلاد اس نواح کو نہب و غارت کیا اور کھکرون اور تمردون کو دہانکے جو سال گذشتہ مین مغلونکو رہبری کرکے ولایت ہند مین لائے تھے سب کو تہ تیغ کیا اور عورتون اور لڑکیون کو اُنکے اسیر کیا اور جب وہانسے پلٹ کر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے قلت علف کے سبب سے بعجلت تمام دہلی کیطرف مراجعت فرمائی کہتے ہین ایک جماعت امراے کہن سال کہ سلطان قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد سلطنت مین حدود لاہور اور ملتان مین جاگیر رکھتی تھی اور اطاعت جیسی کہ لازم اور ملزوم ہے نہین کرتی تھی اور مغول کی فوج سے مقابلہ اور مقاتلہ سے پہلوتہی کرکے نفاق کرنے لگی سلطان خان اعظم الغخان کی راے کے استصواب سے سبکو منصب وزارت سے معذور رکھکر اپنے ہمراہ دہلی لیگیا اور اُنکے فرزندون اور عزیزون اور صغر سنون کو اس منصب پر سرفراز کیا اس سبب سے مہمات ملکی اور مالی پنجاب و ملتان نے استقامت تمام بہم پہونچائی بادشاہی اُسکی نے بھی قدرے درازی پائی اور کتب تواریخ متقدمین مین مسطور ہے کہ جب اسکندر ذوالقرنین نے اکثر ممالک روے زمین کے مسخر کیے ہندوستان کی روانگی کی خواہش کی بعضے امرا و اعیان دولت نے طریق بندگی سے پاؤن باہر رکھا اور ہر ایک نے دم استقلال سے مارا سکندر اُنکے علاج مین عاجز رہا عاقبت الامر غور اور تامل کے بعد ایلچی روم مین اپنے وزیر اور استاد ارسطاطالیس کے پاس کہ اُسنے ضعف پیری کے سبب سے اُسکی ملازمت سے تخلف کیا تھا بھیجکر اس جماعت کے بارہ مین تدبیر صائب پوچھی ارسطاطالیس نے ایلچی کی باتین گوش ارادت سے سماعت کین مگر کچھ جواب اُسکے

ندیا یعنی بلا توقف اس ایلچی کو اپنے ہمراہ لیکر ایک باغ مین داخل ہوا اور باغبانونکو حکم دیا کہ اشجار سبز رگ بیخ سے اکھاڑو اور نہال لگا کے جگہ بجائے اُنکے بٹھاؤ جب باغبان اُسکے حکم کے موافق کاربند ہوے ارسطاطالیس نے اپنی مجلس کیطرف مراجعت فرمائی اور ایلچی اسکندر کے روبرو حاضر ہوا اور عرض کی کہ غلام نے وہ پیغام حکیم کو پہونچایا ہر چند مین نے سعی کی مجھے جواب ندیا ناکام مجھے رخصت کیا اسکندر سمجھا کہ حکیم نے اس شخص کو لائق جواب اور سزاوار تکلم نہ جانکر کچھ پیچیدگی کی پھر اُس سے پوچھا کہ تو نے عرض پیغام کے بعد حکیم سے کیا مشاہدہ کیا اُسنے عرض کی جب اُسنے شاہ کا پیغام سُنا فوراً ایستادہ ہوا اور اپنے ایک باغ مملوکہ کیطرف متوجہ ہوا اور مجھے بھی اپنے ہمراہ لیگیا اور باغبانونسے فرمایا کہ بڑے درختون کو جڑ سے اکھاڑو اور پودے کو جگہ اُسجگہ بٹھاؤ اور خود بھی اس کام مین مشغول ہوا اور مجھے کچھ جواب ندیا اور اپنے مکان پر آکر مجھے رخصت کیا اسکندر نے فرمایا اُس بیچارہ نے جواب شافی کہا ہے اسکی غایت تیرے فہم مین نہین آئی پھر اسکے بعد اسکندر نے امراے متسلط و متغلب کو معزول کرکے اُنکے فرزندونکو اُنکے مقام پر نصب کیا اور اس مہم سے کسترو تھا نجات پائی القصہ دوسری تاریخ ماہ شعبان سنہ ۶۴۶ چھ سو چھیالیس ہجری مین سلطان ناصر الدین نے پھر دوآب کی طرف نہضت فرمائی اور قلعہ نیرتھہ کو نہایت کوشش سے مفتوح کیا اور اسی سال دسوین ذیقعدہ کو کڑہ کیطرف عزیمت کرکے خان اعظم الغخان کو مقدمۂ فوج کیا اور وہ جاتے ہی مواضع دلکی ملکی کو غارت کرکے خوب لڑا اور اسکی اولاد اور اتباع کو اسیر کرکے مع غنائم کثیر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا اور باتفاق دہلی مین مراجعت کی اور یہ دلکی ملکی راجہ آب جون کے اطراف کا تھا اور سابق مین تھانہاے بادشاہی اُٹھاکر کالنجر اور کڑہ مالوہ تک تصرف مین رکھتا تھا اور چھٹی شعبان سنہ چھ سو چالیس ہجری مین خان اعظم الغخان کو رنتھنبور اور کوہ پایہ میوات پر تعین کیا اور وہ اُس حدود کے متمردونکو گوشمال دیکر مع غنائم بسیار درگاہ مین آیا اور اُسکا بھائی ایبک کشلیخان اُسوقت امیر حاجب اور عماد الدین ریحانی وکیل السلطنت ہوا اور اسی سال سلطان کا بھائی کہ جلال الدین تھا اپنی جاگیر سے دہلی مین آیا اور متوہم ہوکر کوہ چیتور بھاگا سلطان اُسکے تعاقب مین اس پہاڑ کے دامن تک گیا اور سات آٹھ مہینے اس حدود مین استقامت فرمائی جب ہاتھ اسکا [illegible] مقصود پہ پہونچا لاچار دہلی مین مراجعت کی اور اسی سال قاضی عماد الدین شنقورخانی کو ساتھ بعضے امور کے متہم کرکے قضا سے معزول کیا اور عماد الدین ریحانی کی سعی سے گردن ماری اور سنہ ۶۴۷ چھ سو سینتالیس ہجری مین سلطان خان الغخانکی دختر نیک اختر کو نکاح مین لایا اور سنہ ۶۴۸ چھ سو اڑتالیس ہجری مین لشکر ملتان کی طرف کھینچا اور آب بیاہ کے کنارہ شیرخان حاکم ملتان اور لاہور کا بیس ہزار سوار سے کارزار پر آمادہ ہوکر سلطان کے مقابل آیا سلطان اس سال کی چھٹی ربیع الاول کو ملتان مین داخل ہوا اور چند روز کے بعد ملک اعز الدین طلبن بزرگ صاحب صوبہ ناگور اور اوچہ کو اُس طرف رخصت کرکے خود دہلی کیطرف مراجعت فرمائی اور سنہ ۶۵۰ چھ سو پچاس ہجری مین ملک اعز الدین طلبن بزرگ سر اطاعت سے پھیر کر عاصی ہوا سلطان نے فتنہ کے دفع کیواسطے ناگور کیطرف کوچ کیا اور ملک اعز الدین طلبن بزرگ تاب مقاومت نہ لایا اور بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوکر امان چاہی سلطان نے ترحم ذاتی سے اُسکی خطا معاف فرمائی اور اس صوبہ کی حکومت بدستور ارزانی رکھی اور مظفر و منصور دہلی مین بازگشت کی اور اسی سال پچیسوین ماہ شعبان کو افواج بحر امواج ہمراہ لیکر قلعہ نرور کیطرف [illegible] اور جاہر دیو نے اس نواح مین ایک حصار جدید بناکر کے انجام کو پہونچایا تھا پانچ ہزار سوار اور دو لاکھ پیادہ جرار سے سلطان کے مقابل آیا اور جنگ شدید کے بعد شکست فاحش پاکر مفرور ہوا اور سلطان ناصر الدین نے قلعہ کو محاصرہ کرکے تھوڑے دنون مین مسخر اور مفتوح کیا اور وہانسے چندیری اور مالوہ مین جاکر امراے صاحب اقتدار وہان مقرر کرکے پھر دار السلطنت دہلی مین مراجعت کی اور خان اعظم الغخان سے اس سفر مین علامتین جوانمردی اور آثار مردانگی کے ظہور مین آئے

اور اسکے بعد شیر خان نے جو چچیرا بھائی خان اعظم الغخان کا چھوٹا تھا اور شجاعت اور سخاوت اور عقل کی تیزی میں شہرۂ آفاق تھا غزنین کو مغلوں سے لیکر چند مدت وہاں انکا خطبہ اور سکہ سلطان ناصر الدین کے نام جاری کیا اور سلطان کے حکم کے موافق مع فوج ملتان سے قلعہ اوچہ کے لینے کی عزیمت کی ملک اعز الدین بلبن بزرگ کہ جس سے تمرد کے آثار ظاہر ہوتے تھے شیر خان کے دبدبہ سے ہراسان ہوا اور لاچار ہو کر ناگور سے اوچہ میں آیا اور حرف و حکایات سے وہ قلعہ شیر خان کے سپرد کر کے سلطان کی خدمت میں گیا اور مراحم شاہانہ سے ولایت بداؤن کی جاگیر پائی سلطان نے بائیسویں شوال سنہ ۶۵۰ھ چھ سو پچاس ہجری میں لاہور کے راستہ سے اوچہ اور ملتان کی طرف کوچ کیا اور اس سفر میں سنقر تتلغخان ولایت سہسوان سے اور ملک اعز الدین بلبن بزرگ بداؤن سے مع افواج آراستہ آب بیاہ کے ساحل پر سلطان کی ملازمت میں آئے اور ابتدائے سنہ ۶۵۱ھ چھ سو اکاون ہجری میں عماد الدین ریحانی جو خان اعظم الغخان کا دست گرفتہ تھا اور اسوقت بعض بادشاہ ہونے سے موافقت کر کے حسد سے خان اعظم الغخان کا قاصد جان اور درپے ہلاک ہوا جب اس کام سے ناکام ہوا سلطان کو یہ عرضداشت کی کہ صلاح دولت کی اسی میں ہے کہ خان اعظم الغخان اپنی جاگیر میں کہ ہانسی ہے جا وے اور وہان بود و باش اختیار کرے سلطان نے یہ امر قبول کیا اور خان اعظم ہانسی گیا اور عماد الدین ریحانی نے اسکے غیبت میں فرصت پائی جو شخص کہ خان اعظم سے نسبت رکھتے تھے سب کو تغیر اور تبدیل کیا اور ایبک کشلیخان کو کڑہ اور مانکپور کی جاگیر دیکر اسطرف رخصت کیا اور عین الملک جنیدی کو جو دہلی میں آکر استقامت رکھتا تھا تمام ممالک کا وزیر اعظم کیا اور اعز الدین کشلوخان کو امیر حاجب کیا اور عجب مرلی میں آیا دست دراز کر کے بادشاہ کے دل کو مشوش کیا اور سلطان اسی سال شوال میں دہلی سے حرکت کر کے آب بیاہ کے نواح میں گیا اور جب شیر خان ریحانی نے سندیان متمردے سے ہزیمت کھائی یعنی عماد الدین کی اغواسے فوج کثیر بھیجکر قلعہ بھٹنڈہ اور اوچہ اور ملتان کو شیر خان کے کارندون کے ہاتھ سے برآوردہ کر کے اور ارسلانخان کے حوالہ کر کے مراجعت کی اور اسی عرصہ میں جب ملک اعز الدین بلبن ملک نے بحالت مستی میں زمینداران کیتھل اور کہرام کے ہاتھ سے شربت شہادت چکھا سلطان نے انتقام کیواسطے اسطرف نہضت فرمائی اور متمردان کو سزا دی اسکے بعد بداؤن میں گیا پھر چند روز کے بعد مرکز خلافت میں معاودت کی اسوقت امرائے اطراف و جوانب خصوصاً کڑہ اور مانکپور اور اودھ اور بداؤن و سرہند و سنام و کہرام و لاہور و سوالک و ناگور نے آپس میں موافقت کر کے خان اعظم الغخان کو پیغام دیا کہ مملکت کے انتظام میں بالکل فتور واقع ہوا اور عماد الدین ریحانی نے ظلم و جور کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا مناسب وہ ہے کہ دار الخلافت دہلی میں جاکر بدستور سابق وہانسے مہمات کو انجام دیجیے خان اعظم الغخان نے یہ بات قبول کر کے یکمین کہرام کی نواح میں ایک جگہ جمع ہوئے اور عماد الدین ریحانی نے سلطان کو انکے دفع پر آمادہ کیکے انکے دفع کیواسطے روانہ ہوا جب ہانسی کے قریب پہونچا خان اعظم الغخان اور امرائے مذکور نے پیغام دیا کہ ہم سب آپکے غلام فرمانبردار ہیں اگر عماد الدین ریحانی ملازمت میں نہ رہے ہم سب قدمبوسی میں مشرف ہون سلطان نے عماد الدین ریحانی کو عہدۂ وکالت سے معزول کر کے بداؤن کی جاگیر پر بھیجا پھر جمیع امرا بخدمت سلطان میں حاضر ہوئے اور خلعت شاہانہ سے مخلع ہو کر سرفرازی پائی اور ملک جلال الدین خانی کہ ترکان خواجہ تاش سے تھا حکومت لاہور پر منصوب ہوا اور شیر خان بدستور سابق دیپالپور و ملتان بھٹیر و بھٹنڈہ اور اسکے مضافات پر مقرر ہوا سلطان مقضی المرام ہو کر دہلی میں داخل ہوا اور خان اعظم الغخان کے آنے سے صغیر و کبیر اور ادنے و اعلے خوشوقت ہوئے اور انکے دلونکے باغ میں گلہائے مراد شگفتہ ہوئے اور سنہ ۶۵۳ھ چھ سو ترپن ہجری میں سلطان کا مزاج اپنی والدہ ملکۂ جہان سے جو قتلغخان کے نکاح میں تھی منحرف ہوا اور ولایت اودھ قتلغخان کی قرار دیکر اسطرف رخصت فرمایا اور تھوڑے عرصہ میں وہانسے بھی تبدیل کر کے بہرایچ بھیجا قتلغخان باغی ہوا اور عماد الدین ریحانی اور

ملک اعزالدین کشلیخان حاکم سندھ اور بعض امراے دیگر نے بھی ان سے موافقت کی اور سلطان نے خان اعظم الغخان کو قتلغخان کے سر پر
اور ملک تاج الدین ترک کو عمادالدین ریحانی کے سر پر نامزد کیا اور عمادالدین جنگ کے بعد اسیر اور قتل ہوا اور قتلغخان نے خان اعظم الغخان کے
مقابلہ سے بھاگ کر جیتپور میں دم لیا خان اعظم خان نے اس ناحیہ کو غارت کرکے دہلی میں مراجعت کی اور ۶۵۵ھ چھ سو پچپن میں جیتپور کا
راجہ دیپال نام قتلغخان کی کمک کیواسطے بہت لوگ فراہم کرکے کشلیخان حاکم سندھ کے پاس گیا اور دونوں متفق ہوکر حوالی سمانہ اور
کہرام میں آکر خلل انداز ہوئے سلطان نے پھر اعزالدین الغخان اور کشلیخان حاجب کو مع افواج گران اُنکے سر پر تعین فرمایا جب
فریقین نزدیک پہونچے دہلی سے متصل شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین اور قاضی شمس الدین بہرایچی نے پوشیدہ خطوط بھیجکر
قتلغخان اور کشلیخان کو دہلی کے آنے اور شہر لینے کی تحریص کی اور دہلی کے باشندوں کو اُنکی بیعت پر ترغیب دی الغخان نے اُنکے
کید پر آگاہی پائی ایک عرضداشت میں کیفیت مفصل لکھکر دہلی کیطرف روانہ کی سلطان نے اُس جماعت کو اپنی اپنی جاگیروں کی روانگی کا
حکم دیا اور تھوڑے سب کو قید کیا اس حال میں قتلغخان و کشلیخان بازی روزگار سے غافل ہوکر دو روز میں سو کوس کی مسافت قطع کرکے
دہلی میں آئے جب اُس جماعت کو دہلی میں نہ پایا وہ سب متفرق ہوئے کشلیخان سندھ میں جاکر خان اعظم الغخان کے ذریعہ سے پھر
وہاں کی حکومت پر قائم ہوا اور احوال قتلغخان کا معلوم نہوا کہ کہاں گیا اور اس سال کے آخر لشکر مغول کثرت سے اوچہ اور ملتان کی نواح
میں آیا سلطان نے اُنکے دفع کا آہنگ کرکے سراپردہ سرخ برپا کیے چار مہینے کے بعد افواج جمع ہوکر کوچ برکوچ روانہ ہوئیں اور مغلوں کا لشکر
بلا جنگ بھاگا سلطان نے بھی معاودت فرمائی اور پنجاب شیرخان کے تفویض کیا اور ملک جلال الدین کو لکھنوتی کی حکومت پر سرفراز
فرمایا اور ۶۵۶ھ چھ سو چھپن ہجری میں سلطان نے عنان عزیمت کڑہ مانکپور کیطرف معطوف فرمائی ارسلانخان اور قلیج خان کہ اسطرف
بغاوت کا علم بلند کرکے باوصف طلب سفر مغول میں حاضر نہوئے تھے عہد و سوگند کرکے سلطان کی خدمت میں حاضر ہوئے
ارسلانخان کو ممالک لکھنوتی اور قلیج خان کو کوہ پایہ مرحمت ہوا اور ۶۵۷ھ چھ سو ستاون ہجری میں کشلیخان بلدر اعظم الغخان
بیانہ اور کول اور جالیسر اور گوالیار کی حکومت پر فائز ہوا اور اس سال دو زنجیر فیل اور جواہر وافر اور پارچہ منکا لکھنوتی
سے آیا اور اسی سال ملک اعزالدین کشلیخان فوت ہوا اور ۶۵۸ھ چھ سو اٹھاون ہجری میں اعظم الغخان سلطان کے حکم کے موافق
کوہ پایہ اور سوالک اور رنتھنبور کیطرف فوج کش ہوا اور راجہائے راجپوت اور میوات اور سوالک کہ اس عرصہ میں سرکشی
کی بنیاد رکھکر سوار اور پیادہ کثرت سے جمع کرکے جابجا سخت اور دشوار گذار میں وارد ہوئے تھے الغخان نے آگ قہر و غضب
کی انکے مضاجع میں ڈالکر کوئی دقیقہ خرابی سے نچھوڑا اور اُن دروں کے توڑنے میں جہاں اُنھوں نے کمینگاہ مقرر کی تھی داخل
ہوا اور تین چار مہینے اوقات اُنکی جنگ میں صرف کی جو کفار ایسے مقاموں میں چھپے تھے کہ سواران لشکر اسلام کا گذر محال تھا
اسواسطے خان اعظم الغخان نے اپنے اُردو میں منادی فرمائی کہ جو شخص مردم مخالف کو زندہ اسیر کر لاویگا دو تنگہ نقرہ انعام پاویگا
اور جو مقتول مردہ کا سر کاٹ لاویگا ایک تنگہ نقرہ پاویگا پھر تو مردمان اُردو ہر روز تین چار سو آدمی انمیں سے الغخان کی بارگاہ
میں زندہ اور مردہ نظر سے گذرانتے تھے اور زر انعام خزانہ سے لیکر پھر اپنے کام میں مصروف ہوتے تھے یعنی محصوروں کے
تجسس اور گرفتاری میں ساعی ہوتے تھے راجاؤں نے جب یہ معاملہ دیکھا محزون اور غمگین ہوکر اُن دروں اور کمینگاہوں سے
برآمد ہوئے اور افواج آراستہ کرکے میدان میں شتابان ہوئے اور خان اعظم الغخان نے بھی ترتیب سپاہ ہمت مقرر کرکے میمنہ
اور میسرہ اور قلب اور مقدمہ آراستہ کی اور حکم جنگ دیکر صبح سے عصر کے وقت تک دعا میں مشغول رہا اور باوصف
اسکے چند امراے ترک اس معرکہ میں شہادت پاکر زندہ جاوید ہوئے آخر نسیم فتح و ظفر خان اعظم الغخان کے نشان کی

پرچم پر چلی اور دو سو پچاس سردار کفار اور منصب دار انکے زندہ دستگیر ہوئے اور قلعہ تھبور کو جو محاصرہ کیے تھے اُسے مفتوح کیا پھر ہیبت اور شوکت سے دہلی مین مراجعت کی اور ایک جماعت سرداران کفرہ کو جو طوق و زنجیر مین زندہ ہمراہ رکھتا تھا سلطان کے ملاحظہ مین درلایا سلطان نے اس جماعت کے قتل کے واسطے اشارہ کیا شہر دہلی کے راستہ اور بازارون مین ہر ایک دوسری طرح سے معرض ہلاکت مین آئے اور ماہ ربیع الاول سنہ مذکور مین ایلچی ہلاکو خان کیطرف سے حوالی دہلی مین پہونچا خان اعظم الغخان نے پچاس ہزار سوار با براق عرب اور عجم اور ترک اور خلج اور افغانستہ اور دو لاکھ پیادہ بہ تمامی سلاح اور دو ہزار فیل اور تین ہزار عرادہ آتشبازی شہر سے باہر لیجا کر ایلچی کے سر راہ پر واسطے عرض اثاثہ سلطنت ایستادہ کیا اور آواز طبل اور دہل اور کرنا اور نفیر اور نعرہ پیلان اور گھوڑونکی ہنہناہٹ اور اسلحہ بہادرونکے چمکنے سے علامتین روز قیامت کی ظاہر ہوئین کوس فلک کر ہوئے خان اعظم الغخان ایک تیر کے اندازہ راہ سے افواج سے جدا ہو کر ایلچی کے استقبال کو گیا اور درمیان اُن صفونکے گذر کر کے فیلون اور بہادرون کا تماشا دکھاتے ہوئے قصر سفید مین ناصر الدین سلطان کے روبرو لایا اور اُس روز قصر سلطنت نے تجملات بادشاہانہ زرینہ و سیمینہ سے زیب و زینت پائی تھی اور صدور سادات اور مشائخ اور امراے نامدار اور رئیس شاہزادہ عراق اور خراسان اور ماوراء النہر کہ چنگیز خانکے عہد مین تباہ ہوکر ہندوستان مین آئے تھے اور سلطان کی خدمت مین بسر لیجاتے تھے اور بہت سے راے اور راے زادے ہندوستان کے دست بستہ تخت کے گرد اگرد ایستادہ تھے اور قاضی منہاج جرجانی نے اس جشن کی تعریف مین یہ چند بیت موزون کی تھین **نظم** زہے جشنے کز ان اطراف جہان خلد برین گشتہ ۞ خجے بزمے کز ان اکناف عدن رائین گشتہ ۞ ز فر ناصر الدین شاہ محمود بن التمش ۞ ملک نزوش دعا خواند فلک پیشش زمین گشتہ ۞ شہنشاہے کہ در عالم ز فیض فضل ربانی ۞ سزائے چتر شاہی لائق تخت و نگین گشتہ ۞ ز ترتیب و نہاد رسم و آئین نشاط او ۞ تو گفتی عرصۂ دہلی بہشت ہشتمین گشتہ ۞ مبارکباد بر اسلام این بزم شہ عالم ۞ کزین ترتیب ہندستان بسے خوشتر رنگین گشتہ ۞ تاریخ نظام الدین احمد مین مسطور ہے کہ ناصر الدین ہر ایک سال مین دو کلام مجید لکھتا تھا اور زر ہدیہ اُسکا اپنی وجہ قوت خاص مین صرف کرتا تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک قرآن شریف جو سلطان کا لکھا ہوا تھا ایک امیر نے زر ہدیہ اُسکا زیادہ دیا جب سلطان اس معاملہ سے آگاہ ہوا اُسے خوش نہ آیا علم کیا کہ یہ میری کتابت پوشیدہ بقیمت متعارف فروخت کرتے رہین اور یہ بھی منقول ہے کہ سلطان کوئی لونڈی اور خادمہ منکوحہ کے سوا نہ رکھتا تھا اور وہ سلطان کے واسطے خاصہ پکاتی تھی ایک روز سلطان سے بیگم صاحبہ نے عرض کی کہ روٹی پکانے کے سبب سے مین ہمیشہ ایذا اُٹھاتی ہون اور ہاتھ میرے اکثر جلتے ہین اگر سلطان عالم ایک کنیز روٹی پکانیکے واسطے خرید دین عین مناسب ہے سلطان نے درجواب فرمایا کہ بیت المال حق بندگان خدا ہے مجھے نہین پہونچتا ہے کہ وہانسے درم لیکر لونڈی خریدون صبر کر کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھے آخرت مین خیلے خیر دیوے **بیت** جہان خوابست پیش چشم بیدار ۞ بخواب دل نہ بندد مرد ہوشیار ۞ ایک روز کا مذکور ہے کہ ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کیوقت سلطان کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور نظر اُسکی قرآن مجید کے ایک مقام پر پڑی کہ فیہ فیہ مکرر لکھا تھا اُسنے سلطان سے عرض کی کہ ایک فیہ زیادہ ہے سلطان نے فوراً دوات و قلم طلب کر کے ایک فیہ کے دور مین حلقہ کھینچا پھر اس شخص کی حاجت روائی اور خائز المرام کر کے اُسے خوشدلی سے رخصت کیا اور اُسکے جانیکے بعد قلمتراش لیکر اس حلقہ کو تراشا اسوقت ایک غلام حاضر تھا عرض کی کہ حلقہ کھینچنے کی کیا وجہ تھی اور پھر حک کرنیکا کیا سبب تھا سلطان نے ارشاد کیا وہ محتاج آیا تھا اگر اُس دم مین کہتا غلط نہین ہے تو دل غریب اُسکا غمناک ہوتا دوسرے شرمندہ ہوتا اسواسطے مین نے حلقہ کھینچا اور پھر دور کیا کہ رقم کاغذ حک کرنی بہت آسان ہے حک غبار اس کدورت سے کہ کسی دل پر بیٹھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ سلطان ناصر الدین کا ایک مصاحب مخلص تھا اور سلطان کی یہ عادت تھی کہ اُسے محمد کہکر پکارتا تا ناگاہ ایک

روز اُس مصاحب سے فرمایا کہ تاج الدین فلان کام کر ندیم نے حکم کے موافق عمل کیا اور حکم کے فراغ کے بعد اپنے مکان پر گیا تین روز تک سلطان کی ملازمت مین نہ حاضر ہوا سلطان نے آدمی اسکی طلب کو بھیجا جب دربار مین حاضر آیا سبب غیر حاضری کا استفسار فرمایا ندیم نے عرض کی خداوند جہان کی عمر دراز ہو مجھے حضرت ہمیشہ میرا نام محمد لیکر ارشاد فرماتے تھے اس روز خلاف عادت تاج الدین خطاب کرنے سے فدوی کو یقین ہوا کہ اس حامی دولت کی نسبت مزاج سلطانی مین کچھ تغیر ظہور مین آیا ہے جو ہرگز نہ دار لقب سے بلایا چونکہ اس امر کے وقوع سے فدوی تین روز تک بیتاب اور بیقرار افتادہ رہا سلطان نے قسم یاد کر کے فرمایا کہ مین تیری طرف سے کچھ گمانی اپنی خاطر مین مطلق مین نہین رکھتا لیکن اُسوقت مین بے وضو تھا مجھے شرم آئی کہ بے وضو اسم مبارک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زبان پر کیا جاری کرون اسوسطے تجھے بلقب تاج الدین بلایا اور سنہ ۶۶۳ھ چھ سو ترسٹھ ہجری مین ناصر الدین مرض الموت مین مبتلا ہوا اور گیارھوین جمادی الاول سنہ ۶۶۴ھ چھ سو چوسٹھ ہجری مین دار دنیا سے دار البقا کی طرف انتقال کیا سلطان ناصر الدین کی مدت سلطنت بیس برس اور چند مہینے تھی

ذکر سلطنت سلطان فردوس نشیمن سلطان غیاث الدین بلبن کا — وہ شاہ فرخندہ آثار اور بادشاہ معدلت شعار تھا اور ساتھ محامد خصائل اور محاسن شمائل کے آراستہ و پیراستہ تھا بہت طالع و بخت بادشاہی اور فرخ اور نیکخواہی از سلطان غیاث الدین بلبن ترکان قراخطائی سے ہے اور طائفہ البری سے ایک سوداگر اُسکو مغلون کے ہاتھ سے کہ اس دیار پر غلبہ پا کر اسیر کیا تھا خرید کر کے بغداد مین لا اُسکا باپ ایک قبیلہ کا کہ اُسمین دس ہزار مکان آباد تھے سردار تھا اور بغداد خواجہ جمال الدین کہ ساتھ تقوی اور دیانت کے مشاہیر وقت سے تھا سنہ ۶۳۰ھ چھ سو تیس مین اُسے خرید کیا اور چونکہ سلطان شمس الدین التمش بھی اُس اس قبیلہ سے تھا ترقی کی اُمید مین اُسی سال دار السلطنت دہلی کیطرف روانہ ہو کر سلطان غیاث الدین بلبن کو مع اور چند غلام ترک سلطان شمس الدین کے ملاحظہ مین گذرانا سلطان نے انھین بقیمت اعلے خرید کیا اور اسقدر خواجہ جمال الدین بصری کو مورد انعام اور مصدر اکرام فرمایا کہ مقتضی المرام ہو کر بغداد مین معاودت کی سلطان شمس الدین التمش نے آثار شہامت اور مردانگی سلطان غیاث الدین سے مشاہدہ فرما کر بازدار خاص کیا اور قضائے آسمانی سے اپنے بھائی کشلیخان کو جو سلطان کی ملازمت مین نہایت اعتبار رکھتا تھا پہچانا اس تقریب سے نہایت صاحب عزت ہو کر مشاہیر درگاہ سے ہوا اور سلطان رکن الدین کے عہد مین تمام ترکان ہندوستان کو ہمراہ لیکر پنجاب کے نواح مین گیا اور بغاوت اختیار کی اور سلطان رضیہ کے عہد مین جب ترکون نے دہلی کے اطراف مین آکر اُنکے درمیان مین سنگ تفرقہ ڈالا بادشاہ غیاث الدین بلبن اُنکے نتیجہ ظلم مین گرفتار ہو کر محبوس ہوا اور حکمت الٰہی اس مقیدی مین تجھ کو نصیب ہوئی اور مجھتا جو نکی قدر پہچانے اور سلطان رضیہ کے عہد مین زندان سے رہائی پا کر اُسکا میر شکار رہا اور میر شکار ہونے سے یہ اشارہ تھا کہ عالم اسکا صید ہوگا اور سلطان معز الدین بہرام شاہ کے زمانہ مین عہدہ امیر آخوری پر منصوب ہوا اس سے ایما یہ تھا کہ مرکب دولت کو زیر ران کھینچیگا پھر بدر الدین سنقر رومی امیر حاجب کی دستگیری سے امیر کبیر ہوا اور پرگنہ ہانسی اور ریواڑی جاگیر پایا اور میوات کے گنوار کو جو سرکش تھے اور راتونکو دہلی پر تاخت لا کر بہت خرابیان کرتے تھے زیر کیا اس سبب سے آوازہ شجاعت اور اُسکی مردانگی کا منتشر ہوا اور روز بروز دولت اُسکی ترقی پر تھی یہانتک کہ شہور سنہ ۶۴۲ھ چھ سو بیالیس ہجری مین اور سلطان علاء الدین مسعود کے عہد مین امیر حاجب ہوا اور کارہائے نمایان اُس سے ظہور مین آئے اور سلطان ناصر الدین محمود شاہ کے زمانے مین منصب امور مالی اور ملکی کا ساتھ اُسکے مفوض ہوا اسطور کا صاحب جاہ ہوا کہ اُس سے سلطنت تک چندان فاصلہ نہ رہا اور سلطان ناصر الدین کو بادشاہی سے یہی ایک نام باقی رہا تھا اور اُسکے فوت ہونیکے بعد وہ بلا فاصلہ قصر سفید مین تخت دہلی پر متمکن ہوا اور خاص و عام اُسکی بادشاہت سے راضی اور شاکر ہوئے اور جو تواریخ مین چند شخص کو ساتھ لقب بلبن کے ذکر کیا ہے

ہوسکتا ہے کہ بلبن ایک گروہ ترکونسے ہووے بین والعلم عند اللہ سلطان شمس الدین التمش چالیس غلام ترک روشناس اور صاحب اعتبار رکھتا تھا انکو چہل گانی کہتے تھے سلطان شمس الدین کی فوت کے بعد سب ایک مجلس مین جمع ہو کر ہم عہد اور ہم سوگند ہوئے اور مملکت ہند آپس مین تقسیم کی اور ترکونمین خواجہ تاش مشہور ہوئے لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ایک دوسرے سے فروتنی معیوب جانکر ہر ایک لاف انا ولا غیری یعنی ہمارے سوا دوسرا نہین مارتے تھے اور جبکہ سلطان غیاث الدین بلبن جو انہین سے تھا بادشاہ ہوا اول تھوڑے ترکان خواجہ تاش کو جو استقلال تمام رکھتے تھے اور اُنسے درتا تھا نیست و نابود کیا یہانتک کہ اپنے حقیقی بھائی شیر خان کو جو بندگان خواجہ تاش کے درمیان مین اُس سے کوئی برگزیدہ نہ تھا اقطاع مین زہر دیکر ہلاک کیا اور تھوڑے عرصہ مین سلطنت ہند کو ضبط کیا اور دشمنوں اور مخالفون سے ایک اثر نہ چھوڑا اور بادشاہ عظیم الشان ہوا چنانچہ سلاطین عرب اور عجم ہمدان و ماوراء النہر اس سے طریق دوستی نباہتے تھے اور وہ دانا و صاحب وقار اور صاحب تجربہ تھا چنانچہ کار ہائے سلطنت کو سنجیدگی اور فہمیدگی سے انجام دیتا تھا نظم

چہ نیکو متاعیست کار آگہی ؛ مبادا ازین تحفہ عالم تہی ؛ کہ کسے سر برآرد بجائے بلند ؛ کہ در کار عالم بود ہوشمند ؛

کار ملک کو سوائے اکابر اور مردم دانا کے نہ سپرد کرتا اور اراذل کو کامون مین دخل نہ دیتا اور جب تک صلاح و تقوی اور دیانت کسی شخص کی تحقیق ہوتی تو شغل اور عمل نہ فرماتا اور نسب کی تصحیح مین بھی مبالغہ بلیغ اور تفحص کثیر کرتا اور شغل اور عمل سپرد کرنیکے بعد کسی مین نقص ذاتی اور صفاتی کا گمان ہوتا تو فورًا معزول کرتا اور کفار سے ہرگز عہدہ اور عمل رجوع نکرتا تاکہ مبادا مسلمانون سے بطریق تسلط پیش آوین اور آخر ایام بادشاہی تک کہ بائیس برس کا زمانہ گذرا تھا اراذل اور کمینوں سے کبھی ہمکلام نہوا اور مسخرونکو اپنے دربار مین بار نہ دیا کہتے ہین فخر بانی نام ایک رئیس نے کہ مدت دراز خدمت درگاہ کی تھی ایک مقربان درگاہ سے مال کثیر بذل کر کے ملتجی ہوا کہ اگر بادشاہ ایک مرتبہ ساتھ اسکے مہربانی فرماوے مال وافر نقد و جنس بطور پیشکش کے دے جب یہ امر سلطان کے سمع مبارک مین پہونچا فرمایا کہ وہ رئیس اور امیر بازار ہے سلطان کے مہربان ہونے سے مہابت بادشاہی دل مین عوام کے کم ہوگی اور حشمت و عظمت مین نقصان راہ پاویگی اور ملحقات طبقات ناصری مین جو مصنفہ شیخ عین الدین بیجاپوری ہے مرقوم ہے کہ سلطان غیاث الدین کو یہی دولت اور سعادت کافی ہے کہ خارج بادشاہ اور بادشاہزادے جو سلاطین ماضیہ کے عہد مین ہند مین تشریف لائے تھے پندرہ بادشاہزادے ترکستان اور ماوراء النہر اور خراسان اور عراق اور آذربائیجان اور فارس اور روم و شام سے جو بسبب چنگیزیہ کے ظلم سے اپنے مرکز دولت سے پراگندہ ہو کر اسکے عہد دولت مین دہلی مین پہونچے تھے ہر ایک فرش عزت اور سرداری پر متمکن ہو کر نہایت ذوق و شوق سے تخت کے روبرو دست بستہ کھڑے رہتے تھے لیکن دو شاہزادہ کہ پایہ تخت پر بیٹھتے تھے وہ دونون خلفائے عباسی کی اولاد سے تھے اور جسوقت بادشاہزادگان والا بیات اور بزرگان وقت اسکے عہد مین ہند مین آتے تھے سلطان اظہار بشاشت کر کے شکر الٰہی بجالاتا تھا اور ہر ایک کو علیحدہ محلہ مقرر کرتا تھا جسطرح کہ دہلی مین پندرہ محلہ آباد ہوے تھے انکی تفصیل یہ ہے محلہ عباسی محلہ سنجری محلہ خوارزم شاہی محلہ دیلمی محلہ علوی محلہ اتابکی محلہ غوری محلہ چنگیزی محلہ رومی محلہ سنقری محلہ یمنی محلہ موصلی محلہ سمرقندی محلہ کاشغری محلہ خطائی اور اس سبب سے کہ زبدہ اور نخبہ اور خلاصہ عالم اصحاب سیف و قلم اور سازندہ اور خوانندہ و ارباب ہنر سے کہ ربع مسکون مین عدیل اور نظیر نہ رکھتے تھے اسکے دربار مین جمع ہوتے تھے اسکی درگاہ کو درگاہ محمودی اور سنجری پر ترجیح دیتے تھے کہتے ہین جیسے علماء اور فضلاء اور کملاء و مشائخ اسکے بڑے بیٹے مشہور خان شہید کے مکان مین مجتمع ہوتے تھے اور ارباب نشاط اور اہل ساز و عشرت اور قصہ خوان اور خوش طبع اور ظریف اور ہزال اور ضحاک اسکے دوسرے فرزند قرا خان کی مجلس مین حاضر ہو کر بزم شاہانہ آراستہ کرتے تھے

اور سپہر کی مصقل سے زنگ غم آئینہ خاطر کے چہرہ سے دفع کرتے تھے اور بمقتضائے الناس علیٰ دین ملوکہم جمیع امرا و اعیان دولت بھی اپنی
منازل اور مساکن مین اُن دونون بھائیون کے شیوہ ستودہ پر عمل کرتے تھے سلطان غیاث الدین بلبن لباس اور لوازم عظمت اور شوکت
بعد کو بہ بادشاہی مین مبالغہ کرتا تھا اور ہیبت تمام سے بارعام دیتا تھا چنانچہ ہندو نکا اُسکے چہرہ کے مشاہدہ سے زہرہ آب ہوتا تھا
اور اُسکی شکوہ اور عظمت اور جلال سے تمردان دور و نزدیک کے اندام پر لرزہ پڑتا تھا اور سواری کے دن پانسو سیستانی اور
غوری اور سمرقندی اور گرد اور لُر اور عرب شمشیر ہاے برہنہ دوش پر رکھے ہوئے وضع مہیب کے ساتھ پیادہ جوش و خروش کرتے ہوئے
اُسکی رکاب مین جاتے تھے اور مجلس جشن کو بھی تکلف سے آراستہ کرتا تھا اور ایام عید و نوروز کو بادشاہان عجم کے طور پر بسر لیجاتا تھا
اور ایام جشن مین صبح سے شام تک مجلس مین اجلاس کرتا تھا اور نذرین و پیشکشین خوانین اور امرا کی نظر سے گذرتی تھین مقربان مجلس اُسکے
صفات پسندیدہ اور خدمات شائستہ کو معروض رکھتے تھے اور فروش منقش اور استعمال اوانی طلا و نقرہ اور پردہاے زربافت اور انواع
فواکہ اور اطعمہ اور اشربہ اور تنبول مین مبالغہ کرتا تھا اور بارہا کہتا تھا مین نے ترکون سے جو سلطان شمس الدین التمش کی مجلس مین اعتبار
تمام رکھتے تھے سنا ہے کہتے تھے کہ جو بادشاہ کہ ترتیب دربار اور دبدبہ سواری مین رکھین اور رفاہ سلطنت کی رعایت کیے ہوئے نہ رکھے
اُس سے حشمت بادشاہی مشاہدہ نہین ہوتی اور ہیبت اُسکی دشمنان شاہ کے دلین نہین پہنچی اور نقصان مملکت مین ظاہر آتا ہے اور اسیطرح سے
عدل اور داد مین نہایت مبالغہ کرتا تھا اُسکی عدالت کا یہ شمہ ہے کہتے ہین ملک تعیق ابن جامدار جو ایک بزرگ سے تھا اور چار ہزار سوار
خاصہ رکھتا تھا اور ولایت بداون اُسکی جاگیر مین تھی بدمستی کی حالت مین ایک فراش کو درہ کی ضرب سے ہلاک کیا چند مدت کے
بعد سلطان غیاث الدین بلبن بداون مین گیا فراش کی زوجہ دربار عام مین آکر فریادی ہوئی سلطان نے بعد ثبوت جرم کے
ملک تعیق کو اُس ستم رسیدہ کے روبرو اسقدر درے لگوائے کہ اُسکے شوہر سے جا ملا اور لاش اُسکی بداون کے دروازہ پر
آویزان کی اور اسی طور سے اُسکے ایک غلام صاحب اعتبار نے کہ جسکا نام ہیبت خان اور جاگیر اُسکی اودھ تھی اُسنے بھی ایک
شخص کو حالت مستی مین ہلاک کیا اُسکی زوجہ دادخواہ ہوئی سلطان غیاث الدین بلبن نے ہیبت خانکو پانسو درے مارکر اس عورت
کو بخشا اور فرمایا یہ آج تک میرا غلام تھا اب تیرا مملوک ہوا تجھے اسکے قتل اور رہائی کا اختیار ہے ہیبت خان نے ایک جماعت کا ذریعہ کرکے
بعد تضرع و زاری مبلغ ایک لاکھ روپیہ اُس ضعیفہ کو دیکر اپنے تئین رہا کرایا پھر اس حادثہ کے بعد غیرت سے اپنے مکان سے باہر
نہ آیا یہانتک کہ مر گیا سلطان غیاث الدین بلبن اپنے فرزندون سے کہتا تھا کہ سلطان شمس الدین التمش فرماتا تھا کہ مین نے دو مرتبہ سید
مبارک غزنوی سے مجلس سلطان معز الدین محمد بن بہاء الدین سام مین سنا ہے کہتا تھا کہ اکثر جو کچھ بادشاہ کرتے ہین تمام اشراک بخدا ہے
اور بخلاف سنت محمد مصطفےٰ صلی علیہ وآلہ وسلم ہے اور نجات اُنکی آتش دوزخ سے چار چیز مین متصور ہے جو اسمین بھی خلل واقع ہو
یقین ہے کہ عقوبت کا سزاوار تر اُنسے کوئی نہو گا اوّل وہ کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ فر اور سطوت اپنے کو اپنے محل پر صرف
رکھے اور خلق کی رفاہیت اور خوف خدا کے سوا اُسکے مدنظر نہ رہے دوسرے فسق و فجور علانیہ اپنے ممالک مین واقع ہونے دے
سیارہ مین سعی بلیغ فرماوے اور فاسقون و بیباکون کو خوار اور ذلیل رکھے تیسرے یہ کہ شغل اور عمل مردم دانا اور شائستہ
اور دیانت دار اور خدا ترس کے تفویض فرماوے اور مردم بد اعتقاد کو اپنے ملک مین جگہ نہ دیوے جو باعث اختلال عقیدہ
خلق ہون چوتھے یہ کہ عدالت اور دادہی مردم اس درجہ استفسار کرے کہ ظلم و تعدی کا آثار اُسکے ممالک محروسہ مین نرہے
بیت بپاید اری بعدل و داد بود ٭ ظلم و شاہی چراغ و باد بود ٭ پس تم میرے فرزند اور جگر گوشہ ہو یقین جانو کہ اگر تم عاجز نیر
کسی نہج کا ظلم اور تعدی روا رکھو گے مین سزا اُسکی تمھین دونگا اور جسوقت کہ بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن برسراب دریا

یا پل یا خلیس یا خلاب کے پہونچتا اس مقام میں توقف کرتا اور امرا اور ارکان دولت کو مقرر کرتا کہ دو لکڑیان ہاتھ میں لیکر اہتمام کرتے تھے اور اول مریضون اور ضعیفون اور عورات اور اطفال اور چار پایون لاغر کو بے مزاحمت اتو پائے اسمقام خوفناک سے پار اتارتے تھے اسکے بعد اپنے تمام دواب یعنی فیل اور اسپ اور شتر وغیرہ کو پار اُتارتے تھے اور آپ ایسے مقامو مین چند روز توقف کرتا تھا تو خلائق آسانی اور آرام سے عبور کرے سلطان غیاث الدین بلبن ایام خانہ مین مے نوشی اور خوشبو کی آراستگی اور امرا و ملوک کی مہمانی اور قمار بازی اور زر اہل مجلس کے نثار کرنے مین رغبت تمام رکھتا تھا اور ہمیشہ اسکی مجلس مین مصاحبان شیرین سخن اور مطربان خوش آواز حاضر رہتے تھے لیکن تخت سلطنت پر متمکن ہونیکے بعد ان اعمال کے گرد نہ پھرا اور نام شراب اور تمام مناہی کا سلطنت سے نابود کیا اور صیام اور نوافل اور قیام شب اور مواظبت جماعت اور نماز اشراق اور چاشت اور تہجد مین مشغول رہتا اور ہر وقت باوضو رہتا اور علما و صلحا کے حضور بے ہاتھ طعام مین نہ کھینچتا اور بخاصہ تناول کرتے وقت علماے سے مسائل شرعی تحقیق کرتا اور امرا اور بزرگونکے مکانو پر جاتا اور نماز جمعہ کے بعد مشایخ اور علما کے مکان پر مثل شیخ برہان الدین بلخی اور مولانا سراج الدین سنجری اور مولانا نجم الدین دمشقی جاتا اور بہت سی تعظیم کرتا اور زیارت قبر ذکی کرتا اور اکابر کے جنازہ پر حاضر ہوتا اور تعزیت کو جاتا اور میت کے فرزندون اور عزیزونکو خلعت عنایت فرماتا اور وظیفہ میت کا اُسکے وارثون پر مقرر اور بحال رکھتا اور گریہ کرتا اور باوجود اس حشمت اور دبدبہ کے اگر سواری کیوقت خبر پاتا کہ فلان مقام مین مجلس وعظ ہے اسیوقت خانہ زین سے اُترکر مجلس مین شریک ہوتا اور تذکرہ سُنکر روتا نظم فرکنجہ دری ازانجا خواست ؛ کہ جہان از بعدل و علم آراست ؛ روز خلوت گلیم پوشیدی ؛ بنماز و نیاز کوشیدی ؛ رخ بر ریگ و دل چو دیگ بجوش ؛ دل سخن گستر و زبان خاموش ؛ تا بدیدی دلش بدیدہ راز ؛ دید پنہانی این نشیب و فراز ؛ کہتے ہین کوئی خدمتگاران قدیم سے جو اسکے محرم مجلس خاص تھے اُسے کسیوقت بیکلاہ اور بے موزہ نہ دیکھتے اور کبھی مجلس مین قہقہہ مارکر ہنستا اور کہتا تھا جسقدر رعب و ہیبت و وقار و تمکین بادشاہ سے خلائق کے دین اگتا ہے اسقدر سیاست سے نہین روئیدہ ہوتا ہے اور بادشاہ مین ہیبت کا نہونا رعایا کی سرکشی اور طغیان کا سبب ہوتا ہے اگر بادشاہ ایسا کرے مدت تک تخت پر رہتا ہے اور جو نہین کرتا بہت عرصہ نہ گذرے کہ نقصان اور تخلل واقع ہوا اور فتنہ و فساد ظہور مین آوین اور عدالت کے قواعد مختل اور ظلم اور تعدی کے دروازے مفتوح ہون اور باوصف ان تمام اعمال اور افعال حسنہ کے قہر اور سیاست مین اہل طغیان کا فرد مسلمان سے ہرگز مہابا نہ کرتا اور قتل کرنے اور زدوکوب اور گرفتاری مین بہ نظر صلاح ملک اگرچہ مشروع خواہ غیر مشروع ہون اُسمین کمی نہ کرتا جیساکہ بہت سی اولاد شمسی کو سلطان اپنی سلطنت کی عدو جانتا تھا سرًّا اور علانیۃً قتل کیا اور اکثر ایسا بھی واقعہ ہوا ہے کہ ملک کی بہتری کیواسطے ایک باغی کے سبب ایک لشکر اور ایک شہر کو خاک سیاہ کیا مصرع بارہا این وارہ دان نیز ہم ؛ اس سبب سے کوئی شخص اُسکے جادہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھتا تھا اور ضوابط سلطنت اور قوانین مملکت نے جو سلطان شمس الدین التمش کے فرزندون کے عہد مین مختل اور مندرس ہوئے تھے ازسرنو تازگی اور استحکام قبول کیا اور غیاث الدین بلبن شکار دوست بہت تھا اس سبب سے اسکے عہد مین میر شکار بہت صاحب جاہ و عزت تھے اور باوجود مصالح جہانداری کے اکثر روز شکار کو جاتا تھا اور زمستان کو غنیمت جانکر اس فصل کی آرزو کرتا تھا اور دہلی کے اطراف بیس کوس تک شکار کے واسطے محافظت فرماتا تھا اور آخر شب کو لعل محل سے سوار ہوتا تھا ثلث شب دگر باہر رہتا اور ہمیشہ شکار مین باری باری ہزار سوار اور اُسی قدر تیرانداز ہمراہ رہتے تھے اور خوراکی انکی سرکار سے ہوتی تھی جب شکار روائی کی خبر ہلاکو خان کو بغداد مین پہونچی بولا غیاث الدین بلبن بادشاہ پختہ اور صاحب تجربہ ہے ظاہر شکار کو جاتا ہے اور باطن مین سواری کی ورزش فرماتا ہے اور لشکر اپنا ہمراہ رکھتا ہے سلطان نے یہ بات سُنکر ہلاکو خان کی فہم و کیاست کی تعریف کی اور فرمایا قاعدے ملکداری اور جہانداری کے

وہ شخص جانتا ہے کہ چند ملک لیے ہیں کہتے ہیں جب اسکی سلطنت میں استقلال کمال ہو پہنچا چند امرا نے معروض کیا کہ قدرت اور قدرت بادشاہ زمان کی بدرجہ اعلیٰ ہے ممالک گجرات اور مالوہ اور وہ بلاد ہند جو شاہ قطب الدین ایبک اور سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں تصرف میں آئے تھے اُنکا چھوڑنا سزاوار نہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ اسوقت مغلوں کی جماعت بلاد اسلام پر مسلط ہوئی ہے اور اکثر ممالک ہند پر تاخت لائے ہیں دہلی سے نہضت کرنا اور دیگر ولایت دوردست میں جانا شرط ہوشیاری اور دور اندیشی سے بعید ہے بلکہ اپنا ملک مستحکم اور ایمن رکھنا بہتر اور انسب ہے نہ کہ دوسرے ملک میں مشغول ہونا اور ولایت قدیم کو ناقص رکھنا اور اسی سال ۶۶۴ھ چھ سو چونسٹھ ہجری میں سلطان نے تخت پر جلوس فرمایا محمد تاتارخان ابن ارسلان خان جو ناصر الدین محمود کے عہد میں اسقدر اطاعت نہ رکھتا تھا تریسٹھ فیل باقی اور تحف و ہدایا لکھنوتی سے بھیجا بادشاہ نے اُسے فال نیک سمجھا اور لوگوں نے حکم شاہی کے موافق شہر آئین بند کیا اور جابجا قبے آویزان کرکے شاد ہوئے اور سلطان غیاث الدین بلبن نے نہایت ذوق و شوق سے ناصری چبوترہ پر جو بداؤن کے دروازہ کے باہر واقع ہے بار عام دیا اور امرا و ملوک اور صدور اکابر نے حاضر ہوکر نذریں پیشکشیں گذرانیں خلعتہاے شاہی اور انعام سلطانی سے سرفراز ہوئے اور اس کام سے تاتارخان کو مطیع اور فرمانبردار کرکے امراے کبار کی سلک میں منتظم کیا کہتے ہیں کہ فرزندان سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں میواتی کی ایک جماعت نے جنگلہاے انبوہ کے سبب ہاتھ غارت اور تاراج میں دراز کرکے رہزنی اور قزاقی اختیار کی تھی اور راتونکو شہر دہلی کے اندر آکر دروازے چیر کر مال رعایا کا لیجاتے تھے اور حوالی شہر کے مکانات بھی قہر اور غلبہ سے غارت کرتے تھے سوداگران کو مجال تردد نہ تھی اور بارہا حوض شمسی کے سقوں اور کنیزان آبکش کو مزاحمت پہونچاتے تھے اور شہر کے دروازے انکے خوف سے عصر کے وقت بند کرتے تھے اور کسی کو عصر کی نماز کے بعد زیارت بزرگونکے مقابر کی میسر نہوتی تھی اسواسطے سلطان نے انکا دفع کرنا اور کاموں پر مقدم رکھا چنانچہ جلوس کے آخر سال میں اسطرف عنان عزیمت معطوف فرمائی اور ایک لاکھ مردم سے بدمعاشوں کو علف تیغ خون آشام کرکے بازار سیاست کو رونق بخشی اور جنگلونکو قطع اور صاف کرکے حکم زراعت اور کاشتکاری کا نافذ فرمایا اور چند مقام پر تھانے بٹھائے اور سرداران بزرگ اور حکام تجربہ کار اور خداترس مقرر کرکے بسعادت و اقبال معاودت فرمائی اور دوسرے برس ہمت مفسدوں اور سرکشوں کے قلع قمع پر جو درمیان دوآبہ کے تھے اور خرابی کرتے تھے مقرر کی اور وہ ولایت مردم زبردست کے سپرد فرمائی تا کہ لوازم قتل بجا لاکر ہلاکی اُنکی ذات سے بہ لاویں اسکے بعد سلطان نے دو مرتبہ کنپل اور پٹیالی اور بھوجپور کیطرف کہ جاے پناہ چوروں اور متمردوں کی تھی افواج ظفر امواج ہمراہ لیکر سواری فرمائی اور ہر ایک مرتبہ کئی ہزار مفسدوں کو قتل اور اُنکی اولاد اور اتباع کو اسیر کرکے ہندوستان کا راستہ جو اہل ہند کی اصطلاح میں جونپور اور بہار اور بنگالہ ہے اور رہزنوں کی شومی اعمال سے مسدود ہوگیا تھا مفتوح کیا اور کنپل اور پٹیالی اور بھوجپور میں قلعے اور مسجدیں تعمیر کروائیں اور تینوں قلعہ افغانوں کو جاگیر دے اور حصار جلالی تیار کرکے مسلمانوں کے سپرد فرمایا اور دار السلطنت میں مراجعت کی اور اسی برس میں فتنہ کیتھر کی خبر حاکم بداؤن اور امروہہ کی زبانی عرض عالی میں پہونچی سلطان نے لشکر کی آراستگی کا حکم دیا خلائق کو یہ گمان ہوا کہ کوہپایہ کی طرف جانا چاہتا لیکن ناگاہ سراپردہ سرخ برآمد ہوا تھا کہ سلطان پانچ ہزار سوار جرار سے ایلغار کرکے دو شب میں دریاے گنگ سے عبور کرکے ولایت کیتھر میں آیا اور عورتوں اور لڑکوں کے سواے حکم قتل عام جاری کرکے کسی کو زندہ نہ چھوڑا اور اس ولایت کو بدمعاشونکی لوٹ سے ایسا پاک کیا کہ بداؤن اور امروہہ اور سنبھل نے اس جماعت کی شر سے نجات پائی حتیٰ کہ عہد جلال تک کیتھر میں کوئی نام ایک فسادی کا نہ سنتا تھا پھر سلطان مظفر اور منصور ہوکر دہلی میں داخل ہوا اور اسکے چند روز کے بعد عنان عزیمت کوہپایہ جود کی طرف منعطف فرمائی اور دو برس تک وہاں کے باشندوں کے قلع اور استیصال میں نہایت جد و جہد ظہور میں پہونچائی

اور اسقدر گھوڑے سپاہ اسلام کے ہاتھ آئے کہ قیمت اسپ خوب کی بیس اور چالیس تنگہ نقرہ سے ایزاد نہوتی تھی جب قتل اور غارت
اور تادیب اس پہاڑ کے رہنے والون سے فارغ ہوا فتح و نصرت سے قرین ہو کر دہلی کی طرف متوجہ ہوا اور قاعدہ ایسا ہوا تھا کہ
جسوقت سلطان غیاث الدین بلبن کے لشکر سے معاودت کرتا تھا صدور اور اکابر شہر کے دو تین منزل آگے پیشوائی کو جاتے تھے
اور شہر مین قبے آویزان کر کے شادی کرتے تھے اور جو کچھ نثار اور خیر ہوتا تھا سب نقد و جنس اطراف و ولایات مین بھیجکر اہل استحقاق قسمت
کرتے تھے اور چند روز کے بعد لاہور کی طرف کوچ کر کے وہانکے قلعہ کو بھی کہ اولاد شمسی کے عہد مین خراب گیا تھا سر نو سے تعمیر فرمایا اور لاہور
کے اطراف کو جو سپاہ مغل کے صدمہ سے ویران ہوا تھا آباد کر کے دہلی کے دار الملک مین آیا اس درمیان مین مقربون نے گذارش
کی کہ ایک جماعت کثیر لشکریان عہد شمسی سے پیر و فرتوت ہو کر جنگ و تردد سواری سے باز رہے ہین عالموں کو کچھ دیکر لشکر مین حاضر نہین
ہوتے ہین سلطان نے فرمایا جو لوگ بسبب پیرانہ سالی کے خدمت سے متعذر ہین سپاہگری سے معاف رکھکر تیس تنگہ مدد معاش
کیواسطے مقرر کر دو اور زر باقی کو بازیافت کرین اس سبب سے ایک مصیبت لشکر مین ظاہر ہوئی تھوڑے مردم عزیز یعنی ذی عزت مع تحفہ ملک
فخر الدین کوتوال کے مکان پہ گئے اور ہائے ہائے کے نعرے مار کر رونے لگے اور بولے کہ ہم نہین جانتے تھے کہ بڑھاپے مین اس بلا کا سامنا ہوگا
اور ہم ایسے دن مین گرفتار ہونگے وگرنہ ہم جوانی مین ایسے کام مین مشغول ہوتے کہ بڑھاپے مین کام آتا ملک فخر الدین کوتوال نے انکا تحفہ نلیا
اور کہا اگر مین تمسے رشوت لونگا میرے کلام کا اثر جاتا رہیگا پھر متامل اور متفکر ہو کر دیوان عالم مین گیا اور اپنے مقام پر مودب کھڑا ہوا
سلطان غیاث الدین نے آثار ملال اسکے چہرہ سے مشاہدہ فرمائے سبب اسکا استفسار فرمایا اسنے عرض کی مین نے سنا ہو کہ دیوان عرض
مین بوڑھون کو برطرف کرتے ہین مین ڈرتا ہون کہ جو قیامت مین بھی اسی طرح سے ضعیف مردود ہووین غلام کا کیا حال ہوگا سلطان کا
مقصد سمجھکر متنبہ ہوا اور اشک گہر رنگ صدف چشم سے گرانے لگا اور زار و قطار رو کر فرمایا کہ سبکی تنخواہ بدستور سابق مقرر رکھین
اور تغیر و تبدل اسمین راہ نپاوے بیت قرب سلطان مبارک انکس راست ٭ کہ کند کار مستمندان راست ٭ اور چوتھے برس جلوس مین خان
معظم شیر خان خواجہ تاش نے جو سلطان غیاث الدین بلبن کا چچیرا بھائی تھا اور سلطان ناصر الدین محمود کے عہد سے اسوقت تک
حکومت لاہور و ملتان و بھٹنیر و سرہند و دیپالپور اور تمام جاگیرین جو مغل کے قبضہ مین تھین رکھتا تھا وفات پائی اور بعضے کہتے
ہین کہ سلطان نے قبائع مین اسکو زہر دیا اور بھٹنیر مین ایک مقبرہ عالی جو اپنے واسطے تیار کیا تھا مدفون ہوا اور سلطان غیاث الدین
بلبن نے سنام سمانہ تیمور خان کو کہ وہ بھی بندگان چہلگانی سے تھا حوالہ کیا اور دوسری ولایت اور امیرون کے سپرد فرمائی اور جو
مغل شیر خان کے ایام حکومت مین ہندوستان کے گرد نہ پھر سکتے تھے پھر سرحدون مین مزاحمت پہونچاتے تھے سلطان غیاث الدین
بلبن لا علاج ہو کر اپنے بڑے بیٹے محمد سلطان کو کہ قاآن الملک اسکا خطاب تھا اور ساتھ خان شہید کے شہرت رکھتا تھا اپنا ولیعہد
کر کے چتر اور دور باش اور باقی لوازم شاہی عنایت فرمائے اور ملتان اور سند اور دیپالپور اور لاہور کو مع جمیع توابع اور مضافات
اُسے مفوض فرمائے اور ایک جماعت عقلا باستعداد تمام اُسکے ہمراہ کر کے ملتان کیطرف روانہ کیا اور تاریخ فیروز شاہی مین کو رہے
کہ بندگان شمسی کہ خانی اور ملکی مین پہونچتے تھے اُسمین سے بعضون نے اپنے فرزندون کا نام محمد رکھا اور وہ اپنے آبا اور دادا و
مہربان کی تربیت کی برکت سے قابل اور صاحب حیثیت بر آئے اور ہر ایک ساتھ ایک صفت صفات حسنہ سے زمانے مین
مشہور اور معروف ہوئے اور اپنا نظیر اور عدیل نہ رکھتے تھے اُنمین سے ایک ایبک محمد کشلی خان تیر اندازی اور نیزہ بازی
اور شجاعت و مردانگی وصف لشکر کشی مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا اور بادشاہزادگان مغل اُسکے حالات اپنے دل مین لا کر راغب اور مائل
اسکی حضوری کے تھے اور دوسرا علاء الدین محمد بن اعز الدین شیر خان جو سلطان غیاث الدین بلبن کا بھتیجا تھا

مجلس آرائی اور بذل و احسان مین حاتم کیطرح تمام آفاق مین مشہور ہوا اور مصر و شام و روم و بغداد و عراق و خراسان و ترکستان وغیرہ سے مردم فاضل اور شاعر اُسکی بخشش کی اُمید مین ہندوستان مین آتے تھے اور ہر ایک خوان احسان اُسکے سے پس خوردہ اُٹھا کر فائز المرام ہوکر اپنے وطن کیطرف مراجعت کرتا تھا اور اُسکی گلزار سخاوت کی نسیم صبا کے روائح شہر بشہر اور ملک بملک پہونچے کہتے ہین سلطان غیاث الدین بلبن نے اُسکی قابلیت اور اہلیت دریافت کرکے اُسکے باپ کا منصب اُسے رجوع فرمایا اور باربک کرکے چوگان زر اور خطاب خان اعظم کشلیخان اور اقطاع کول دیکر سرفراز فرمایا اور خواجہ شمس الدین ولد خواجہ معین الدین ندیم خاص ملک قطب الدین حسن غوری نے چند اشعار علاء الدین محمد بن اعز الدین کشلیخان کی مدح مین کہکر اور نستعلیق لکھکر اور منقش اور زر افشان کرکے مطربان درگاہ بلبنی کے حوالہ کین تاکہ جشن نوروزی مین کہ جمیع خوانین اور ملوک حاضر ہوتے ہین پڑھین مطربون نے اسکے کہنے کے موافق عمل کرکے اس غزل کو مجلس سلطانی مین خوش الحانی سے گائی ایک بیت اُنہین سے یہ ہے بیت علاء الدین الغ قتلغ معظم ۞ بود باربک بکشلیخان اعظم ۞ علاء الدین کشلیخان اس محفل مین حاضر تھا اپنی مدح مطربونکی زبانی سنکر پوچھا کہ اس نظم کا ناظم کون ہے عرض کی کہ خواجہ شمس الدین ہے جب اپنی منزل اور مقام مین آیا خواجہ شمس الدین کو بلاکر تمام اسباب مجلس نوروزی جو بہ تکلف تمام زینت پذیر تھا اسے عنایت فرمایا اور گویون کو دس ہزار تنکہ انعام فرمائے اور سلطان غیاث الدین بلبن کے عہد مین بلکہ پایگاہ اور خزانہ اور اسباب تجمل کو لٹا کر متاع دنیوی سے ایک پیراہن کے سوا کچھ باقی نہ رکھا اور تاتار خان پسر ارسلا خان ہمت و شجاعت و پاکدامنی مین مشہور جہان ہوا اور لکھنوتی مین چند وقت خطبہ اپنے نام پڑھا اور دوسرا شاہزادہ عالم و عالمیان محمد سلطان خان شہید کہ اپنے باپکے روبرو سلطان غیاث الدین بلبن کے اور فرزندون سے عزیز تر تھا ساتھ مکارم اخلاق اور محاسن اوصاف کے انصاف رکھتا تھا اور اسقدر صفات خوب جو بادشاہزادونکو سزاوار ہین حق سبحانہ تعالی نے اُسے کرامت فرمائے تھے اور فضیلت اور دانش اور ہنر مین اپنا مثل اور عدیل نہ رکھتا تھا اور ہمیشہ اپنی مجلس ہمایون فاضلان سعادت قرین اور شاعران فراست آئین سے آراستہ کرکے سب کے حق مین انواع الطاف اور اقسام الطاف مصروف رکھتا تھا اور زمانہ اُسکے وجود فائز الجود سے بہار بہار اور چمن چمن سیم بہلا اور زر جیبا جیب و دامن مین بھرتا امیر خسرو اور خواجہ حسن پانچ برس ملتان مین اسکے ملازم رہے اور اسکے مصاحبین کی سلک مین انتظام رکھتے تھے اور عزت اُنکی اور ندیمون سے زیادہ تر رکھتا اور نظم و نثر سے اُنکے خوش ہوتا اور ایسا مہذب اور مودب تھا کہ مجلس فرماندہی مین اگر تمام دن اور رات اجلاس کرتا زانو اپنا بلند نہ کرتا اور سوگند اسکی لفظ حقا کے سوا نہ تھی اور مجلس شراب اور اوقات غفلت و مستی مین حرف نا ملائم اُسکی زبان پر جاری نہوتا بیت
ادب بزرگ کند مرد را تو شاہد طبع ۞ بحلیۂ ادب آراے تا بزرگ شوی ۞
اور مجلس شریف مین اسکی شاہنامہ اور دیوان خاقانی اور انوری اور خمسۂ مولوی نظامی اور اشعار امیر خسرو پڑھتے تھے اور ارباب فہم و دانش اسکی شعر فہمی کے معترف تھے امیر خسرو سے منقول ہے کہ مین نے جودت طبع اور دریافت معنی دقیق اور سخن شناسی اور یادداشت اشعار متقدمین اور متاخرین مین کسی کو مثل محمد سلطان کے کم دیکھا ہے ایک بیاض رکھتا تھا کہ تخمیناً بیس ہزار بیت بہ سلیقۂ عالی کتب متقدمین سے انتخاب کرکے بخط خوب لکھے تھے امیر خسرو اور خواجہ حسن ان اشعار پسندیدہ سے محظوظ ہوے اور اسکی شعر فہمی اور ادراک بلند پر مداح اور ثنا خوان ہوے اور اُسکی شہادت کے بعد سلطان غیاث الدین بلبن نے وہ بیاض امیر علی جامدار کو عنایت فرمائی اسکے بعد امیر خسرو کو پہونچی اور تمام صاحب طبعان نے اس بیاض کو دیکھکر اشعار منتخب اُسکے اپنی بیاضون مین تحریر فرمائے اور شاہزادہ نوجوان کے فوت سے تاسف کرتے تھے اور اسوقت کہ محمد سلطان ملتان مین اقامت رکھتا تھا شیخ عثمان ترمذی جو بزرگان وقت سے تھا وارد ہوا تواضع بافراط کرکے نذر اور ہدیہ گذرانا اور سعی بہت کی کہ ملتان مین اسکے واسطے ایک خانقاہ

تیار کرے اور قریہ وقف فرما دے شیخ نے قبول نہ کیا اور رخصت ہو کر منزل مقصود کی طرف راہی ہوا ایک روز شیخ عثمان اور شیخ صدر الدین ابن شیخ بہاء الدین زکریا شاہزادہ کی مجلس میں تشریف رکھتے تھے اشعار عربی انکے سماعت کر کے تمام درویش جو اس مجمع میں شریک تھے وجد میں آکر رقص کرنے لگے اور شاہزادہ محمد سلطان خان شہید روبرو انکے دست بستہ ایستادہ ہو کر زار زار روتا تھا اور جو حیاتا کوئی شخص اسکی مجلس میں کوئی شعر شعرائے متقدمین سے پڑھتا کہ شامل وعظ و نصیحت کے ہوتا مصالح دنیوی کو ترک کر کے گوش باآواز ہو کر رقت کرتا اور دلیل اسکی وفور دانش اور بینش پر یہی کافی ہو کہ اندنون میں خطہ ملتان کو اپنے قدوم کی برکات سے رشک گلستان ارم فرمایا دو مرتبہ اپنے مقربون کو مع تحف و اموال فراوان شیراز میں شیخ مصلح الدین سعدی کے پاس بھیجکر التماس قدوم میمنت لزوم فرمائی اور چاہا کہ ملتان میں انکے واسطے ایک خانقاہ تیار کرے اور قریہ وقف فرما دے چونکہ شیخ پیر اور ناتوان ہوا تھا دونون مرتبہ عذر خواہ ہوا اور جریا سفینہ یعنے بیاض اپنے شعرونکی غزلیات وغیرہ سے اپنے خط سے اسکے واسطے بھیجکر امیر خسرو کی سفارش کا ضمیمہ کیا شاہزادہ محمد سلطان خان شہید ہر سال ملتان سے اپنے والد بزرگوار کی خدمت جاتا اور تحف و ہدیہ گذرانکر چند روز کے بعد مراجعت کرتا اور ان سنوات میں سلطان غیاث الدین بلبن نے اپنے چھوٹے فرزند بغراخان کو جو ناصر الدین خطاب رکھا تھا سمانا اور سنام میں اسکی جاگیر مقرر کر کے اسطرف روانہ کیا اور چند نصیحت بھی ارشاد فرمائیں تھیں وہ یہ ہیں کہ دہان جاتے ہی اپنے لشکر قدیم کا مواجب اضافہ کرے اور جسقدر کہ لشکر جدید درکار ہو نگاہ رکھے اور مغل کے آنے سے خبردار اور ہوشیار رہے اور امور ملکی کے پرداخت میں دانایان محرم سے مشورہ کرے اور جو کسی امر کی پرداخت میں کسی طور کا اشکال اور اضطراب ظہور میں آوے حقیقت اسکی مجھے عرضداشت کرے پھر جو امر نافذ ہووے عمل میں لاوے اور مے نوشی سے منع کر کے فرمایا اگر میں شرب خمر خانی میں تجھے اس جاگیر سے معزول کرونگا دوسری جاگیر اسکے عوض میں دونگا اور میری نظر میں ہمیشہ خوار اور ذلیل رہیگا بغراخان نے جو نصائح اپنے والد ماجد کے گوش ہوش میں جگہ دیکر نیک چلنی اور راست روی کو اپنا شعار کر کے ترک مالا یعنے کیا اور ایسا مقرر ہوا کہ جو مغل ہندوستان میں آوے محمد سلطان ملتان سے اور بغراخان سمانہ اور ملک بار بیگ برلاس دہلی سے تمام اتفاق کر کے آب بیاہ تک کہ اسوقت قصبہ سلطانپور اسکے قریب واقع ہوا جاوین اور مغل کا شر دفع کر کے مع الخیر مراجعت کریں پھر اسکے بعد یہ مہمات مملکت نے استقامت قبول کی اور کام حسب دلخواہ انجام ہوئے قضیہ طغرل جو غلامان ترک سلطان غیاث الدین بلبن سے تھا اور حکومت لکھنوتی رکھتا تھا واقع ہوا مفصل حال اسکا یون ہو کہ ۶۷۸ھ چھ سو اٹھتر ہجری میں طغرل کہ سخاوت اور شجاعت اور چستی و چالاکی میں اتصاف رکھتا تھا لکھنوتی سے جاج نگر کی طرف فوج کش ہوا اور دہان کے راجہ کو ہزیمت دیکر فیل اور مال وافر لایا چونکہ سلطان ضعیفی سے ناتوان ہو گیا تھا اور اسکے فرزند مغلون کے مقابلہ میں مشغول تھے سلطنت لکھنوتی کے خیال میں پڑا ان فیلون اور غنائم سے سلطان کے واسطے حصہ نہ بھیجا اسی عرصہ میں سلطان دہلی میں بیمار ہوا اور قریب ایک مہینے کے تسلسل سے برآمد نہوا اور اراجیف کے سبب سے اسکی خبر فوت مملکت میں منتشر ہوئی طغرل ایک مرتبہ پوست سے باہر آیا اور جمعیت کثیر بہم پہونچائی اور اپنا لقب سلطان مغیث الدین رکھکر چتر سرخ سر پہ رکھکر اس ملک کا خطبہ اپنے نام پڑھوایا اور اس عرصہ میں فرامین بادشاہی مشتمل شفاء صحت مزاج اقدس پہنچے طغرل نے بحکم الشروع ملزوم اپنے کیئے ہوئے سے پشیمان نہو کر مخالفت میں اصرار کیا اور سلطان غیاث الدین نے اسپر مطلع ہو کر ملک البتگین موے دراز کو کہ خطاب امین خان رکھتا تھا اور حاکم اودھ تھا لشکر سپہ سالار کیا اور صاحب صوبہ لکھنوتی کر کے مع امرائے دیگر مثل تمر خان شمسی اور ملک تاج الدین خان اور جمال الدین قندھاری کو طغرل کی سزادہی کے واسطے روانہ کیا جب ملک امین خان مع لشکر ہمراہی آب سرو سے گذر کر لکھنوتی کیطرف روانہ ہوا اور طغرل کے مقابل آیا امرا او سپاہیون نے طغرل اسکے

زرافشانی سے امین خانکی ترک رفاقت کرکے طغرل سے جاملے اور اُسکی رعایتوں سے متمول ہوکر جان نثاری پر آمادہ ہوئے اس سبب سے طغرل نے
امین خان کو محاربہ کے بعد منہزم کیا سلطان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے پریشان ہوا اور اپنا ہاتھ دانتوں سے کاٹا اور امین خانکو دروازہ دولت
پر لاکر پھانسی دلوائی اور ملک ترمتی ترک کو مع لشکر بسیار طغرل کے دفع کیواسطے تعین فرمایا اور طغرل اس لشکر کو بھی شکست دیکر
غنیمت وافر اپنے قبضہ مین لایا **بیت** بنیروے اقبال آن شیر مست شد دوبارہ سپاہ عدو را شکست ؎ سلطان یہ خبر کلفت اثر سُنکر
نہایت محزون اور مغموم ہوا اور ہمت عالی اور عزم ملوکانہ سے خود چلنے پر تیار ہوا اور حکم دیا کہ بہت سی کشتیان جون اور گنگ مین موجود
رکھین اور خود برسم شکار سنام اور سمانہ کیطرف باہر آیا ملک سراج پسر جامدار کو سمانہ کی نیابت سپرد فرمائی اور بغراخان کو مع خاصہ لیا اور
سمانہ سے پلٹ کر دو آبہ کے درمیان آیا اور ملک فخرالدین کوتوال کو نیابتہً دہلی مین چھوڑا اور گنگ سے عبور کیا اور بسبب اس سامان کے کہ کھنا تھا
برسات کا بھی لاحظہ نہ کیا ساتھ کوچ متواتر کے لکھنوتی کیطرف نہضت فرمائی جو سلطان کو کثرت باران اور صعوبت راہ کے سبب
توقف ہوا طغرل نے فرصت پاکر اپنے لشکر کو مستعد کیا اور مع مال و اثقال جمعیت لیکر جاج نگر کیطرف اس نیت سے راہی ہوا کہ اُس
تصرف میں لاکر چند عرصہ وہان قیام کرے اور جسوقت سلطان دہلی کو معاودت فرماوے پھر لکھنوتی مین آوے لیکن جسوقت سلطان لکھنوتی مین
داخل ہوا چند روز توقف کرکے سالار حسام الدین وکیل اور باربیگ برلاس کو جو مولف تاریخ فیروزشاہی کا جد تھا لکھنوتی کے ضبط کیواسطے
مقرر کرکے خود طغرل خان کے تعاقب مین جاجنگر کی سمت روان ہوا اور جسوقت کہ سنام کی حدود مین پہونچا بھوج راجہ دنوج کا اپنا
بھی سلطان کی خدمت مین حاضر ہو کر ہواخواہونکی سلک مین منتظم ہوا اور عہد واثق کیا کہ جو طغرل دریا کیطرف بھاگنے کا ارادہ کریگا مین اسے
دریا سے عبور کرنے نہ دونگا پھر سلطان بسبیل استعجال وہانسے عبور کرکے جب چند منزل گیا طغرل کی منقطع ہوئی کوئی شخص اُسکا پتا نہ بتا
سکتا تھا سواسطے سلطان نے ملک باربیگ برلاس کو فرمایا کہ تو سات ہزار سوار جرار اور منتخب ہمراہ لیکر دس بارہ کوس آگے جاوے چنانچہ ملک
حکم کے موافق آگے جاتے تھے اور طغرل کی جستجو کرتے تھے ایک نشان اور اثر اُسکا نہ پاتے تھے ایک روز مقدمہ لشکر ملک محمد شیر انداز حاکم کول اور اُسکا
بھائی ملک مقدر کہ ساتھ طغرل کشی کے اشتہار پایا تھا بیس چالیس سوار سے بطریق زبان گیری آگے جاتے تھے ناگاہ چند بقال صحرا مین نمودار
ہوئے انھین گرفتار کرکے تحقیق راہ اور طغرل کے سراغ واسطے دھمکایا انھون نے انکار کیا جب ان مین سے ایک کی گردن ماری
باقی فریاد بر لائے اور بولے اگر تمھارا مقصود متاع و اسباب ہے جو کچھ ہمارے پاس ہے لیکر جان کی امان دو ملک محمد شیر انداز نے کہا ہم طغرل
کا سراغ چاہتے ہین اسکے سوا ہمین کچھ غرض نہین اگر تم اس امر مین ہادی اور دلیل ہو جان و مال سے پاؤ ورنہ جو کچھ دیکھو گے آپ سے
دیکھو گے یہ سُنکر بقال ہراسان ہوئے اور باتفاق بولے کہ ہم غلہ طغرل کے اردو مین لیگئے تھے اور بالفعل ہم جانتے آتے ہین اور تمسے
طغرل تک نیم فرسخ سے راہ زیادہ نہین ہے آج مقام کیا ہے کل کوچ کرکے جاجنگر مین داخل ہوگا ملک محمد شیر انداز نے بقالونکے ساتھ دو سوار
ہمراہ کرکے باربیگ برلاس کے روبرو بھیجکر پیغام دیا کہ حقیقت حال بقالون سے دریافت کرکے بہ تعجیل تمام تاخت کرین مبادا طغرل
کوچ کرکے ولایت جاجنگر مین کہ مسالک بیگانہ ہے داخل ہوئے اور وہانکے آدمیون سے موافقت کرکے جنگل مین پوشیدہ ہووے یہ کہکر خود مع
سواران ترک ایک پشتہ بلند پر چڑھکر دیکھا کہ طغرل کی بارگاہ ایستادہ ہے اور اُسکا لشکر غفلت تمام سے آرام مین ہے اور ہاتھی گھوڑے چرنے مین
مشغول ہین فرصت غنیمت جانکر پشتہ سے اُتر طغرل کی بارگاہ کیطرف متوجہ ہوا لوگون نے یہ گمان کیا کہ یہ بھی طغرل کے متعلقین سے
ہین جب قریب پہونچے تلوارین میان سے کھینچین جو شخص نزدیک آیا اُسے مارا اور جوش و خروش مین آکر بآواز بلند پکارا کہ یہ دولت سلطان غیاث الدین
بلبن کی ہے طغرل اس خیال سے کہ سلطان آپہونچا سراسیمہ ہوکر طہارت خانہ سے برآمد ہوا اور اسپ ننگے زین پر سوار ہوا اور حالت اضطراب
اپنے یارون مین نہ آیا اور چاہا کہ اسکو اس پانی مین لشکر کے قریب تھا دالاعبور کرکے اور پھر وہانسے باطمینان تمام جاجنگر کیطرف روانہ ہووے

اتفاقاً طغرل کے غائب ہونے سے امرا اور سپاہ اسکے متفرق اور پریشان ہوئے ہر ایک جس سمت مفرور ہوا ملک مقدر نے طغرل کا قتل اسکے مقدر ہوا تھا شیر کی طرح طغرل کے تعاقب مین اور آب کے کنارہ پر اس سے دوچار ہوا فوراً ایک تیر شکاری اسکے پہلو پر مارا کہ وہ پشت اسپ سے زمین پر آیا یہ بھی گھوڑے سے اترکر پیک اجل کی طرح اسکے سینہ پر سوار ہوا اور سر اسکا تن نازنین سے جدا کیا چونکہ لوگ اسکی لاش مین متردد تھے اسواسطے اسکا سر پانی کے کنارے پوشیدہ کیا اور اسکی لاش پانی مین پھینک دی اور اپنا لباس اتار کر اسکے دھونے مین مشغول ہوا اس عرصہ مین طغرل کے لوگ پہونچے اور خداوند عالم کا آوازہ بلند کرکے طغرل کو ڈھونڈھنے لگے جب پایاراہ فرار نا پائی **نظم** مرا ز رایکے تیر زد بر جگر ؎ فرود آمد از اسپ و ببرید سر ؎ چو شد طغرل آنجا بغفلت تلف ؎ بر آمد یکے شور از ہر طرف ؎ شکستند یاران طغرل تمام ؎ ہم از بیم سر سے جملہ گشتند رام ؎ اس عرصہ مین ملک بار بیگ برلاس پہونچا اور ملک مقدر نے آگے بڑھکر فتح کی خوشخبری پہونچائی ملک بار بیگ برلاس نے اسکی تحسین و آفرین کی طغرل کا فتح نامہ کے ساتھ سلطان کی خدمت مین ارسال کیا دوسرے دن خود مع غنائم اور اسیران لشکر طغرل ملازمت مین پہونچکر فتح کا مفصل حال عرض کیا سلطان ملک محمد تیر انداز اور اسکے بھائی پر غضبناک ہوا اور فرمایا کہ تمنے خطا کی تھی میرے اقبال و دولت نے اپنا کام کیا جو خیریت شامل حال ہوئی پھر سلطان نے انھین نواز اور ملک بار بیگ برلاس اور ملک محمد تیر انداز کو رتبہ عالی بخشا اور ملک مقدر کو طغرل کش موسوم کرکے مسند امارت پر متمکن کیا اور حکم دیا کہ آج سے اس متمرد کو طغرل نمک حرام کہین جیسا کہ طغرل غزنوی کو طغرل کافر نعمت کہتے ہین اسکے بعد لکھنوتی مین آکر ہنگامہ سیاست کا گرم کیا اور حکم دیکر دونون طرف راستہ بازار شہر مین سولیان نصب کروائین اور طغرل کے اعوان و انصار جو دستگیر ہوتے تھے سب کو دار پر کھینچوایا اور انکی عورتون اور فرزندون کو جہان پاتے تھے شہر لکھنوتی مین بسیاست غیر مکرر قتل کرتے تھے اور اس زمانے تک کسی شاہ دہلی نے مردم مجرم کی عورتون کو قتل کیا تھا کہتے ہین کہ وہ قلندر کہ جسے شاد قلندر کہتے ہین خدمت طغرل مین سماعت عزت رکھتا تھا اسکو دستیاب کرکے تین من طلا کہ طغرل نے آلات قلندری بنانے کیواسطے اسکو دیا تھا چھین لیا اور جو فلک بے مہر نے صاحب جاہ کو نہ دیکھ سکا سلطان نے اسے مع اور چند قلندر کے قتل کیا اور پھر لشکریان طغرل کو طغرل کو حکم کیا کہ دہلی مین بیجا کر سیاست مین پہونچا دین اور اقلیم لکھنوتی اپنے فرزند بغرا خان کو عنایت فرمایا اور فیل اور خزانہ کے سوا جو کہ طغرل سے دستیاب ہوئی تھی اسے ارزانی کیا چتر اسکے سر پر پھیرا خطبہ اور سکہ اس ولایت کا اسکے نام کیا اور رخصت کیوقت اسے چند نصائح کین اول یہ کہ حاکم لکھنوتی کو ساتھ بادشاہ دہلی کے خواہ اپنا خواہ بیگانہ ہو جنگ اور بغاوت کرنا لائق نہین اور جو بادشاہ دہلی قصد لکھنوتی کرے حاکم لکھنوتی کو لازم ہے کہ انحراف قبول کرکے جا باہے دور دست مین جاوے اور جب شاہ دہلی مراجعت کرے پھر لکھنوتی مین داخل ہووے اور اپنا کام سنوارے دوسرے یہ کہ خراج لینے مین رعایا سے میانہ روی کو کام فرماوے نہ اسقدر لیوے کہ متمرد و تباہ ہوویں اور نہ اسقدر کہ عاجز اور زبون ہون اور لشکر کو اسقدر مواجب دیوے کہ انھین سال بسال کفایت کرے اور معیشت کے سبب سے عسرت نہ کھینچین تیسرے یہ کہ امور ملکی کے پرداخت مین بے مشورے اہل الرائے کے کہ مخلص اور خیر خواہ ہون ابتدا نکرے **قطعہ** ز صد شیر زن رائے قوی بہ ؎ ز صد افسر کلاہ خسروی بہ ؎ برائے لشکرے را بشکند پشت ؎ بہ شمشیرے تا دہ توان کشت ؎ اور اجرائے احکام مین ہوا پرستی سے پرہیز کرے اپنے نفس کے واسطے خلاف حق نکرے چوتھے وہ کہ رفاہ احوال حشم کہ لازمہ جہانداری کا ہے غافل نہ رہے اور دلجوئی انکے دلکی ضروریات سے شمار کرکے تغافل اور سستی کو انکے مقدمہ مین کار نفرماوے اور جو کوئی تجھے اسکی تحریص کرکے آمادہ کرے اسے اپنا دشمن جانکر اسکے قول کی سماعت نکرے پانچوین وہ کہ البتہ اپنے تئین پناہ مین اس شخص کے جو کہ دنیا سے روگردان ہو کر حق کیطرف متوجہ ہوا ہو لاوے **بیت** حمایت از کمن دانائے درویش ؎ ز صد سد سکندر تو اندیش بیش ؎ سلطان نے اپنے فرزند کے کان اور نصائح سے گرانبار کرکے رخصت فرمایا وہ کوچ متواتر اور پیہم کرتا ہوا تین مہینے مین دہلی پہونچا